(تسہیل و تخریج شدہ)

حصہ بستم (20)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

میراث کے مسائل کا بیان

پیش لفظ

یہ کتاب المیراث کا وہ حصہ ہے جس کے لیے فقیہ العصر علامۃ الدہر حضرت صدر الشریعہ مفتی ابو العلا محمد امجد علی صاحب رضوی اعظمی حنفی قادری قدس سرہ العزیز نے بہارِ شریعت کے سترھویں حصہ میں وصیت فرمائی ہے کہ "بہارِ شریعت کا آخری حصہ تھوڑا سا باقی رہ گیا ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوگا۔ اگر توفیقِ الٰہی سعادت کرتی اور یہ بقیہ مضامین بھی تحریر میں آجاتے تو فقہ کے جمیع ابواب پر مشتمل یہ کتاب ہوتی اور کتاب مکمل ہو جاتی اور اگر میری اولاد یا تلامذہ یا علماء اہل سنت میں سے کوئی صاحب اس کا قلیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تکمیل فرمادیں تو میری عین خوشی ہوگی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی وصیت کے مطابق میں نے یہ سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں یہ اہتمام بالالتزام کیا ہے کہ مسائل کے مآخذ کتب کے صفحات کے نمبر اور جلد نمبر بھی لکھ دیئے ہیں، تاکہ اہلِ علم کو مآخذ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ اکثر کتب فقہ کے حوالہ جات نقل کر دیئے گئے ہیں۔ جن پر آج کل فتویٰ کا مدار ہے۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے طرزِ تحریر کو حتی الامکان برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فقہی موشگافیوں اور فقہاء کے قیل وقال کو چھوڑ کر صرف مُفْتٰی بِہٖ اقوال کو سادہ اور عام فہم زبان میں لکھا ہے۔ تاکہ کم تعلیم یافتہ سُنّی بھائیوں کو بھی اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے۔ تصحیح کتابت میں حتی المقدور دیدہ ریزی سے کام لیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر کہیں اغلاط رہ گئی ہوں تو اس کے لیے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہوں۔ آخر میں محبت مکرم حضرت علامہ عبد المصطفےٰ الازہری مدظلہ العالی شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ و ممبر قومی اسمبلی و عزیز مکرم مولانا حافظ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی سلمہٗ خطیب نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی کا شکر گزار ہوں کہ اِن حضرات نے اپنے والد ماجد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی وصیت کی تکمیل کے لیے میرا انتخاب فرمایا۔ میں اپنی اس حقیر خدمت کو حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ استاذنا العلام ابو العلیٰ محمد امجد علی صاحب رضوی قدس سرہ العزیز مصنف **"بہارِ شریعت"** کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور اس کا ثواب واجر اُن کی روح پُرفتوح کو ایصال کرتا ہوں اور بارگاہِ ایزد متعال میں دست بہ دعا ہوں کہ اس کتاب کو مقبول فرمائے۔ آمین !

محمد وقار الدین

قادری رضوی بریلوی غفرلہ

مفتی و نائب شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ

عالمگیر روڈ، کراچی ۵

جنوری ۱۹۸۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ط

آیات قرآنی ـــــ بسلسه ـــــ وراثت

﴿ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ط (1)

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ﴾ (2)

ترجمہ: اللّٰہ (عزوجل) تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ اور پھر اگر نری لڑکیاں اگر چہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا اور میت کے ماں باپ میں ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دین کے، تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا۔ یہ حصہ باندھا ہوا ہے۔ اللّٰہ (عزوجل) کی طرف سے بے شک اللّٰہ (عزوجل) علم والا حکمت والا ہے۔

ترجمہ: اور تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان

---

1 ......پ ٤، النساء: ١١، ١٢۔ 2 ......پ ٦، النساء: ١٧٦۔

کے ترکہ میں سے تمھیں چوتھائی ہے جو وصیّت وہ کر گئیں اور دَین نکال کر، اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور دَین نکال کر، اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں۔ میت کی وصیت اور دَین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا، یہ اللہ (عزوجل) کا ارشاد ہے۔ اور اللہ (عزوجل) علم والا، حلم والا ہے۔

ترجمہ: اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ (عزوجل) تمھیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہے تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا۔ اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہو مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اللہ (عزوجل) تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ (عزوجل) ہر چیز جانتا ہے۔

(احادیث)

حدیث ۱: بخاری و مسلم ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرض حصوں کو فرض حصے والوں کو دے دو اور جو بچ جائے وہ میت کے قریب ترین مرد کو دے دو۔'' [1]

حدیث ۲: بخاری و مسلم حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ تعالی عنھما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔'' [2]

حدیث ۳: ترمذی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قاتل وارث نہیں ہوتا ہے۔'' [3]

حدیث ۴: ابوداؤد حضرت بریدہ[4] رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کے لئے چھٹا حصہ مقرر فرمایا جب ماں نہ ہو۔ [5]

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الفرائض، باب ميراث الولد... إلخ، الحديث: ٦٧٣٢، ج٤، ص٣١٦.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الفرائض، باب لايرث المسلم الكافر... إلخ، الحديث: ٦٧٦٤، ج٤، ص٣٢٥.

3 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الفرائض، باب ما جاء في إبطال ميراث القاتل، الحديث: ٢١١٦، ج٤، ص٣٦.

4 ...... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ" لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ''سنن ابوداود'' میں ''حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ'' مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کردی ہے۔... علمیہ

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الفرائض، باب في الجدة، الحديث: ٢٨٩٥، ج٣، ص١٦٨.

حدیث ۵: ترمذی وابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فیصلہ فرمایا کہ وصیت سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا اور حقیقی بہن بھائی وارث ہوں گے نہ علاتی[1] بہن بھائی۔[2]

حدیث ۶: احمد، ترمذی، ابوداؤد وابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد ابن ربیع کی بیوی سعد سے اپنی دو بیٹیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں۔ ان کا باپ آپ کے ساتھ اُحد میں شہید ہو گیا اور ان کے چچا نے کُل مال لے لیا ہے ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا اور جب تک ان کے پاس مال نہ ہو ان کی شادی نہیں کی جاسکتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "اس بارے میں اللہ تعالی فیصلہ فرمادے گا۔" تو آیت میراث نازل ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان لڑکیوں کے چچا کے پاس یہ حکم بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو ثلث (دو تہائی) دے دو اور لڑکیوں کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔[3]

حدیث ۷: بخاری ہزیل ابن شرحبیل سے راوی کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے سوال کیا گیا کہ میت کی ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن کو ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فیصلہ کیا تھا۔ بیٹی کا نصف ہے، پوتی کا چھٹا حصہ (**تکملة للثلثین**) اور جو باقی بچا وہ بہن کا ہے۔[4]

حدیث ۸: امام مالک واحمد وترمذی، ابوداؤد ودارمی وابن ماجہ حضرت قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) نے دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا۔[5]

حدیث ۹: ابن ماجہ ودارمی حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "جب بچہ زندہ پیدا ہو تو اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی اور اس کو وارث بھی بنایا جائے گا۔"[6]

حدیث ۱۰: امام مالک واحمد وترمذی وابوداؤد ودارمی وابن ماجہ حضرت قَبِیْصَہ بن ذُؤَیْب رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی ہیں کہ ایک دادی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ سے اپنی میراث کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے صحابہ کرام سے

---

1 ...... یعنی باپ شریک۔

2 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الفرائض، باب ما جاء في ميراث الإخوة... إلخ، الحديث: ۲۱۰۱، ج ٤، ص ۲۹.

3 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الفرائض، باب ما جاء في ميراث البنات، الحديث: ۲۰۹۹، ج ٤، ص ۲۸.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الفرائض، باب ميراث ابنة... إلخ، الحديث: ٦٧٣٦، ج ٤، ص ۳۱۷.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الفرائض، باب في الجدة، الحديث: ۲۸۹٤، ج ۳، ص ۱٦۸.

6 ...... "سنن ابن ماجة"، كتاب الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على الطفل، الحديث: ۱۵۰۸، ج ۲، ص ۲۲۲.

معلومات کی تو حضرت مُغِیْرَہ ابن شُعْبَہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری موجودگی میں دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے یہی فیصلہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بھی ایک دوسری دادی نے اپنی میراث کا سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا وہی چھٹا حصہ دادیوں کا ہے اگر دو ہوں گی تو دونوں اس میں شریک ہو جائیں گی اور ایک ہوگی تو اسے مل جائے گا۔ (1)

حدیث ۱۱: دارمی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''فرائض کو سیکھو اس لئے کہ وہ تمہارے دین میں سے ہے۔'' (2)

حدیث ۱۲: دارمی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ''جب کسی عورت کے مرنے کے وقت اس کا شوہر اور ماں باپ ہوں تو شوہر کو نصف ملے گا اور ماں کو باقی کا تہائی۔'' (3)

حدیث ۱۳: دارمی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ ''شوہر کے مرنے کے وقت جب اس کی بیوی اور ماں باپ ہوں تو بیوی کو چوتھائی اور ماں کو باقی کا تہائی ملے گا۔'' (4)

حدیث ۱۴: دارمی اسود ابن یزید سے راوی ہیں کہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک بیٹی اور ایک بہن وارث ہونے کی صورت میں یہ فیصلہ کیا کہ بیٹی کو نصف اور بہن کو نصف ملے گا۔ (5)

حدیث ۱۵: دارمی میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، خنثی (6) کے بارے میں کہ جب اس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء ہوں تو جس عضو سے پیشاب کرے گا اس کے اعتبار سے ترکہ دیا جائے گا۔ (7)

حدیث ۱۶: دارمی میں روایت ہے کہ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ جب چند لوگ دیوار گرنے یا ڈوب جانے کی وجہ سے ایک ساتھ مر جائیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے زندہ لوگ ان کے وارث ہوں گے۔ (8)

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الفرائض، باب في الجدة، الحديث: ٢٨٩٤، ج٣، ص١٦٨.

2 ...... "سنن الدارمي"، كتاب الفرائض، باب في تعليم الفرائض، الحديث: ٢٨٥١، ج٢، ص٤٤١.

3 ...... "سنن الدارمي"، كتاب الفرائض، باب في زوج وابوين... إلخ، الحديث: ٢٨٦٥، ج٢، ص٤٤٣.

4 ...... المرجع السابق، الحديث: ٢٨٦٧.

5 ...... "سنن الدارمي"، كتاب الفرائض، باب في بنت واخت، الحديث: ٢٨٧٩، ج٢، ص٤٤٥.

6 ...... ہیجڑا، مخنث۔

7 ...... "سنن الدارمي"، كتاب الفرائض، باب في ميراث الخنثى، الحديث: ٢٩٧٠، ج٢، ص٤٦١.

8 ...... المرجع السابق، باب ميراث الغرقى، الحديث: ٣٠٤٤، ج٢، ص٤٧٣.

حدیث ۱۷: دارمی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ماموں اس میت کا وارث ہے جس کا اور کوئی وارث نہ ہو۔"[1]

ان حقوق کا بیان جن کا تعلق میّت کے ترکہ سے ھے

مسئلہ ۱: جب کوئی مسلمان اس دار فانی سے[2] کوچ کر جائے[3] تو شرعاً[4] اس کے ترکہ سے کچھ احکام متعلق ہوتے ہیں۔ یہ احکام چار ہیں:

① اس کے چھوڑے ہوئے مال سے اس کی تجہیز و تکفین[5] مناسب انداز میں کی جائے۔ (محیط بحوالہ عالمگیری ص ۴۴۷)[6] اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے حصہ چہارم میں موجود ہے۔

② پھر جو مال بچا ہو اس سے میت کے قرضے چکائے جائیں۔ قرض کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہے[7] کیونکہ قرض فرض ہے جب کہ وصیت کرنا ایک نفلی کام ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے قرض وصیت سے پہلے ادا کرایا۔[8] (ابن ماجہ، دار قطنی و بیہقی)

مسئلہ ۲: قرض سے مراد وہ قرض ہے جو بندوں کا ہو، اس کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہے۔

مسئلہ ۳: اگر میت نے کچھ نمازوں کے فدیہ کی وصیت کی یا روزوں کے فدیہ کی یا کفارہ کی یا حج بدل کی تو تمام چیزیں ادائیگی قرض کے بعد ایک تہائی مال سے ادا کی جائیں گی اور اگر بالغ ورثاء اجازت دیں تو تہائی سے زیادہ مال سے بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔[9]

وصیّت: ادائیگی قرض کے بعد وصیت کا نمبر آتا ہے۔ قرض کے بعد جو مال بچا ہو اس کے تہائی سے وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ ہاں اگر سب ورثہ بالغ ہوں اور سب کے سب تہائی مال سے زائد سے وصیت پوری کرنے کی اجازت دے دیں تو

---

1 ...... "سنن الدارمي"، كتاب الفرائض، باب ميراث ذوي الأرحام...إلخ، الحديث: ٣٠٥٢، ج٢، ص ٤٧٤.

2 ...... یعنی دنیا سے۔ 3 ...... یعنی مر جائے۔ 4 ...... اسلامی قانون کے مطابق۔ 5 ...... کفن دفن کا بندوبست۔

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الفرائض، الباب الاول فى تعريفها...إلخ، ج٦، ص ٤٤٧.

7 ...... یعنی وصیت پر عمل کرنے سے پہلے قرض ادا کرنا ہوگا۔

8 ...... "سنن ابن ماجة"، كتاب الوصايا، باب الدَّين قبل الوصية، الحديث: ٢٧١٥، ج٣، ص ٣١١.
و"الشريفية" شرح "السراجية"، ص ٥.

9 ...... "الشريفية" شرح "السراجية"، ص ٥، ٦.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الفرائض، الباب الاول فى تعريفها...إلخ، ج٦، ص ٤٤٧.

جائز ہے۔[1] (خانیہ بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۷)

میراث: وصیت کے بعد جو مال بچا ہو اس کی تقسیم درج ذیل ترتیب کے ساتھ عمل میں آئے گی۔

① ان وارثوں میں تقسیم ہوگا جو قرآن، حدیث یا اجماع امت کی رو سے اصحاب فرائض (مقررہ حصوں والے) ہیں اگر اصحاب فرائض بالکل نہ ہوں یا ان کے بعد بھی کچھ مال بچا ہو تو درج ذیل وارثوں میں علی الترتیب تقسیم ہوگا۔ ② عصبات نسبیہ۔ ③ عصبات سببیہ۔ (یعنی آزاد کردہ غلام کا آقا) ④ عصبۂ سببی کا نسبی عصبہ پھر سببی عصبہ۔ ⑤ ذوی الفروض النسبیہ کو ان کے حقوق کی مقدار میں دوبارہ دیا جائے گا۔ ⑥ ذوی الارحام۔ ⑦ مولی الموالاۃ۔ ⑧ پھر وہ شخص جس کے نسب کا مرنے والے نے کسی دوسرے پر اس طرح اقرار کیا ہو کہ اس کا نسب اس کے اقرار کی وجہ سے ثابت نہ ہو سکا یعنی جس پر نسب کا اقرار کیا ہو اس نے تصدیق نہ کی ہو بشرطیکہ اقرار کنندہ[2] اپنے اقرار پر مرا ہو مثلاً مرنے والے نے ایک شخص کے بارے میں یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے اب اس اقرار کا مفہوم یہ ہوا کہ اس شخص کا نسب میرے باپ سے ثابت ہے اور باپ اس کو اپنا بیٹا تسلیم نہیں کرتا ہے۔ ⑨ پھر جو بچا ہو وہ اس شخص کو دیا جائے جس کے لئے میت نے کُل مال کی وصیت کی تھی۔ ⑩ اور پھر بھی بچے تو بیت المال میں جمع ہوگا۔[3] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۷) اس زمانے میں بیت المال کا نظام نہیں ہے، اس لئے صدقہ کر دیا جائے۔

واضح رہے کہ یہ دس قسم کے وارث ہیں ان کی تفصیلات آئیں گی۔

میراث سے محروم کرنے والے اسباب

بعض اسباب ایسے ہیں جو وارث کو میراث سے شرعاً محروم کر دیتے ہیں اور وہ چار ہیں:

① غلام ہونا۔ یعنی اگر وارث غلام ہے خواہ کلیۃً غلام ہو یا مدبر ہو یا ام ولد ہو یا مکاتب ہو تو وہ وارث نہ ہوگا۔[4] (شریفیہ ص ۱۰ و عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۴ و تبیین الحقائق ص ۲۳۱)

② مورث کا[5] قاتل ہونا۔ اس سے مراد ایسا قتل ہے جس کی وجہ سے قاتل پر قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہو۔[6]

ان امور کی تفصیلات اس کتاب کے اٹھارہویں حصے میں مذکور ہیں۔

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الفرائض، الباب الاول في تعريفها... إلخ، ج ٦، ص ٤٤٧.

2 ......اقرار کرنے والا۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الفرائض، الباب الاول في تعريفها... إلخ، ج ٦، ص ٤٤٧.

4 ......المرجع السابق، الباب الخامس في الموانع، ج ٦، ص ٤٥٤.

5 ......یعنی میت کا۔

6 ......"الشريفية" شرح "السراجية"، فصل موانع الإرث، ص ١١.

③ دین کا اختلاف۔ یعنی مسلمان کافر اور کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا۔ عام صحابہ رضی اللہ عنہم اور علی و زید رضی اللہ عنہما کا یہی فیصلہ ہے[1] نیز یہ حدیث بھی ہے لَا یَتَوَارَثُ اَھْلُ مِلَّتَیْنِ شَتّٰی یعنی دو مختلف ملتوں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔[2] (سنن دارمی، ابوداؤد وغیرہ)

مسئلہ۱: اگر کوئی مسلمان مرتد ہوگیا معاذ اللہ تو مرتد ہونے کی وجہ سے اس کے اموال اس کی ملکیت سے خارج ہو جاتے ہیں پھر اگر وہ دوبارہ اسلام لے آئے اور کفر سے توبہ کرلے تو مالک ہوجائے گا اور اگر کفر ہی پر مرگیا[3] تو زمانہ اسلام کے جو اموال ہیں ان سے زمانہ اسلام کے قرضے ادا کیے جائیں گے اور باقی اموال مسلمان ورثاء لے لیں گے اور ارتداد کے[4] زمانے میں جو کمایا ہے اس سے ارتداد کے زمانے کے قرضے ادا کیے جائیں گے اور اگر کچھ بچ جائے گا تو وہ غرباء پر صدقہ کردیا جائے گا۔[5] (ہدایہ ج۲ ص۶۰۱، عالمگیری ج۶، ص۴۵۵)

مسئلہ۲: گمراہ اور بدعتی لوگ جن کی تکفیر نہ کی گئی ہو وہ وارث بھی بنیں گے اور مورث بھی۔

مسئلہ۳: قادیانی بھی مرتد ہیں، ان کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ۴: مرتد عورت جب اپنے ارتداد پر مرجائے تو اس کے زمانہ اسلام اور زمانہ ارتداد کے تمام اموال اس کے وارثوں پر تقسیم کردیئے جائیں گے۔[6] (عالمگیری ج۶ ص۴۵۵)

مسئلہ۵: وہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام کی صریح توہین کے مرتکب ہوں یا شیخین رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں، وہ بھی وارث نہ ہوں گے۔

④ ملکوں کا اختلاف۔ یعنی یہ کہ وارث اور مورث (یعنی مرنے والا شخص کہ جس کی میراث تقسیم ہوگی) دو مختلف ملکوں کے باشندے ہوں تو اب یہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

مسئلہ۱: ملکوں کے اختلاف سے شرعاً مراد یہ ہے کہ دونوں ملکوں کی اپنی الگ افواج ہوں اور وہ ایک دوسرے کا خون حلال سمجھتے ہوں۔[7] (شریفیہ ص۲۰ و عالمگیری ج۶ ص۴۵۴)

---

1 ...... "الشریفیة" "شرح" "السراجیة"، فصل موانع الارث، ص١٤.

2 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الفرائض، باب هل یرث المسلم الکافر؟، الحدیث: ٢٩١١، ج٣، ص١٧٤.

3 ...... یعنی مرتد ہی مرگیا۔ 4 ...... مرتد ہونے کے۔

5 ...... "الهدایة"، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج١، ص٤٠٧.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج٢، ص٢٥٤.

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الفرائض، الباب السادس فی میراث اهل الکفر، ج٦، ص٤٥٥.

7 ...... "الشریفیة" "شرح" "السراجیة"، فصل موانع الارث، ص١٦.

مسئلہ۲: ملکوں کا اختلاف غیر مسلموں کے حق میں ہے یعنی یہ کہ اگر ایک عیسائی مسلمانوں کے ملک میں ہے اور اس کا رشتہ دار دوسرے ملک میں ہے جو دارالحرب ہے تو اب یہ ایک دوسرے کے وارث نہ[1] ہوں گے۔[2] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۴)

مسئلہ۳: اگر مسلمان تجارت کی غرض سے یا کسی اور غرض سے دارالحرب میں چلا گیا اور وہیں مرگیا یا مسلمان کو حربیوں نے قیدی بنا کر رکھ لیا اور وہ دارالحرب میں مرگیا تو اس کے رشتہ دار جو دارالاسلام میں ہیں اس کے وارث ہوں گے۔[3] (شریفیہ ص ۲۱ و عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۴)

مسئلہ۴: پاکستان کے مسلمان اور وہ مسلمان جو ہندوستان، امریکہ، یورپ یا کہیں اور رہتے ہوں، ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (م)

مسئلہ۵: اگر وارث اور مورث مسلمانوں کے دو گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں جو آپس میں نبرد آزما ہیں[4] اور دونوں کی الگ فوجیں ہیں تب بھی وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔[5] (شریفیہ ص ۲۱)

مسئلہ۶: مستأمن اگر ہمارے ملک میں مرجائے اور اس کا مال ہو تو ہم پر لازم ہے کہ اس کا مال اس کے وارثوں کو بھیجیں اور اگر ذمی مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال بیت المال میں جائے گا۔[6] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۴)

مسئلہ۷: کفار کے مختلف گروہ مثلاً نصرانی، یہودی، مجوسی، بت پرست سب ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔[7] (عالمگیری، ج ۶، ص ۴۵۴)

اصحاب فرائض کا بیان

یہ حصے جن کا ذکر ہوا شرعی طور پر بارہ قسم کے افراد کے لئے مقرر ہیں ان کو اصحاب فرائض کہتے ہیں ان میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔

مرد یہ ہیں: ① باپ ② جد صحیح یعنی دادا، پردادا۔ (اوپر تک) ③ ماں جایا بھائی۔ ④ شوہر۔

عورتیں یہ ہیں: ① بیوی۔ ② بیٹی۔ ③ پوتی۔ (نیچے تک) ④ حقیقی بہن۔ ⑤ باپ شریک بہن۔ ⑥ ماں شریک بہن۔ ⑦ ماں۔ ⑧ اور جدۂ صحیحہ۔

1...... بہار شریعت میں اس مقام پر ''وارث ہوں گے'' لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتاب میں عبارت اس طرح ہے ''وارث نہ ہوں گے''، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمیہ

2...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الفرائض، الباب الخامس فی الموانع، ج۶، ص۴۵۴.

3...... المرجع السابق.

4...... جنگ لڑ رہے ہیں۔

5...... "الشریفیة" شرح "السراجیة"، فصل موانع الارث، ص۱۶.

6...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الفرائض، الباب الخامس فی الموانع، ج۶، ص۴۵۴.

7...... المرجع السابق.

مسئلہ۱: جدِ صحیح اس دادا کو کہتے ہیں کہ جس کی میت کی طرف نسبت میں مونث کا واسطہ بیچ میں نہ آئے۔ جیسے باپ کا باپ اور دادا کا باپ۔[1] (عالمگیری ج۶ ص۴۴۸)

مسئلہ۲: جدِ فاسد اس کو کہتے ہیں جس کی میت کی طرف نسبت میں مونث کا واسطہ آئے جیسے ماں کا باپ جس کو ہم نانا کہتے ہیں یا ماں کے باپ کا باپ یا دادی کا باپ۔[2]

مسئلہ۳: جدۂ صحیحہ وہ دادی ہے جس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں جدِ فاسد کا واسطہ نہ آئے لہٰذا باپ کی ماں اور ماں کی ماں دونوں جدۂ صحیحہ ہیں۔

مسئلہ۴: جدۂ فاسدہ وہ دادی یا نانی ہے جس کی میت کی طرف نسبت میں جدِ فاسد آجائے۔ جیسے نانا کی ماں اور دادی کے باپ کی ماں۔[3] (شریفیہ ص۲۳)

مسئلہ۵: جدِ صحیح اور جدۂ صحیحہ اصحابِ فرائض میں سے ہیں جب کہ جدِ فاسد اور جدۂ فاسدہ اصحابِ فرائض میں سے نہیں ہیں بلکہ ذوی الارحام میں سے ہیں[4] ان کا مفصل بیان ذوی الارحام کی بحث میں آئے گا۔ (شریفیہ ص۲۳)

باپ کے حصوں کا بیان

مسئلہ۱: باپ کی تین مختلف حالتیں ہیں اور ہر حالت میں اس کا الگ حصہ ہے۔

مسئلہ۲: جب باپ کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا یا پوتا (نیچے تک) ہو تو باپ کو کُل مال میں سے صرف چھٹا حصہ ملے گا یعنی $\frac{1}{6}$۔[5] (عالمگیری ج۶ ص۴۴۸)

مثلاً۔۱۔

باپ	بیٹا
۱	۵

مسئلہ۶

یا۔۲۔

باپ	پوتا
۱	۵

مسئلہ۶

مسئلہ۳: اگر باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی (نیچے تک) ہے تو باپ کو چھٹا حصہ بطور صاحبِ فرض کے ملے گا اور اگر تقسیم کے بعد بچ جائے گا تو وہ باپ کو بطور عصبہ کے ملے گا۔[6] (عالمگیری ج۶ ص۴۴۸، خزانۃ المفتین)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الفرائض، الباب الثاني في ذوي الفروض، ج٦، ص٤٤٨ـ٤٥٠.

2 ...... المرجع السابق، ص٤٤٨.

3 ...... "الشريفية" شرح "السراجية"، باب معرفة الفروض ومستحقيها، ص١٨.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الفرائض، الباب الثاني في ذوي الفروض، ج٦، ص٤٤٨.

6 ...... المرجع السابق.

مثلاً۔ا۔

مسئلہ٦	
باپ	بیٹی
١+٢=٣	٣

یا۔٢۔

مسئلہ٦	
باپ	پوتی
١+٢=٣	٣

مسئلہ٤: جب باپ کے ساتھ میت کا بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا پوتی (نیچے تک) نہ ہو تو باپ کو صرف بطور عصوبت اصحاب فرائض سے بچ جانے کے بعد ہی ملے گا اور اس صورت میں کوئی معین حصہ نہیں بلکہ جو کچھ بچا ہو گا وہ سب باپ کو ملے گا۔[1] (سراجی ص ٧)

مثلاً=

مسئلہ٣	
ماں	باپ
١	٢

جد صحیح کے حصوں کا بیان

مسئلہ١: جب باپ نہ ہو تو دادا (جد صحیح) سوائے چند صورتوں کے باپ ہی کی طرح ہے۔[2] (سراجی ص ٧، شریفیہ ص ٢٤)

مثال۔ا۔

مسئلہ٦	
دادا	بیٹا
١	٥

مثال۔٢۔

مسئلہ٦	
دادا	پوتا
١	٥

مثال۔٣۔

مسئلہ٦	
دادا	بیٹی
١+٢=٣	٣

مثال۔٤۔

مسئلہ٦	
دادا	پوتی
١+٢=٣	٣

مثال۔٥۔

مسئلہ٣	
ماں	دادا
١	٢

---

1 ...... "السراجی"، باب معرفة الفروض ومستحقیھا، ص٦.

2 ...... "السراجی"، باب معرفة الفروض ومستحقیھا، ص٧.

و"الشریفیة شرح السراجیة"، باب معرفة الفروض ومستحقیھا، ص١٩.

مسئلہ ۲: باپ کی ماں، باپ کے ہوتے ہوئے میراث سے محروم ہوگی مگر دادا کے ہوتے ہوئے محروم نہ ہوگی ۔[1] (شریفیہ ص ۲۴)

مثال ۔۱۔ مسئلہ ۱

دادی	باپ
محروم	۱

مثال ۔۲۔ مسئلہ ۶

دادا	دادی
۵	۱

مسئلہ ۳: اگر شوہر یا بیوی کا انتقال ہوجائے اور دونوں میں سے کوئی ایک زندہ ہو اور اس کے ساتھ میت کے ماں باپ بھی ہوں تو اس صورت میں باپ تو ماں کے حصہ کو گھٹا دے گا کہ شوہر یا بیوی کے حصہ کے بعد جو بچے گا وہ اس کا تہائی[2] پائے گی اور اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو وہ ماں کا حصہ نہیں گھٹا سکتا بلکہ ماں، دادا کے ہوتے ہوئے پورے مال کا تہائی پائے گی ۔ اس کو مثال سے یوں سمجھنا چاہیے ۔

مثال ۔۱۔ مسئلہ ۶

باپ	ماں	شوہر
۲	۱	۳

اس کی توضیح یہ ہے کہ شوہر کو نصف ملا، اور ماں کو شوہر کا حصہ نکالنے کے بعد جو بچا تھا اس میں سے تہائی ملا حالانکہ ماں کا حصہ کل مال کا تہائی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم ماں کو کل مال کا تہائی دیتے تو اس کا حصہ باپ کے برابر ہوجاتا جو درست نہیں، اس لئے باپ نے ماں کے حصہ کو گھٹا دیا جب کہ دادا ایک واسطہ ہوجانے کی وجہ سے ایسا نہیں کرسکتا ۔ مثال ملاحظہ ہو ۔ (مصنف)

مثال ۔۲۔ مسئلہ ۱۲

ماں	بیوی	دادا
۴	۳	۵

اس صورت میں ماں کو پورے مال کا تہائی ملے گا ۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے ۔

مسئلہ ۴: حقیقی بھائی بہن ہوں یا علاتی[3] ہوں یا اخیافی[4] سب کے سب باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم ہوجاتے ہیں ۔ جب کہ دادا کے ہوتے ہوئے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محروم ہوتے ہیں فتویٰ اسی

---

1 ...... "الشريفية" شرح "السراجية"، باب معرفة الفروض ومستحقيها، ص ۱۹ .

2 ...... تیسرا حصہ ۔ 3 ...... یعنی باپ شریک ۔ 4 ...... یعنی ماں شریک ۔

پر ہے۔[1] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸، کافی۔ سراجی ص ۱۱) مثالیں ملاحظہ ہوں۔

مثال۔۱۔ مسئلہ ۱

باپ	حقیقی بہن	حقیقی بھائی
۱	محروم	محروم

مثال۔۲۔ مسئلہ ۱

دادا	بھائی	بہن
۱	م	م

مسئلہ ۵: باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم رہے گا کیونکہ رشتہ داری میں اصل باپ ہی ہے۔[2]

مثال۔ مسئلہ ۱

باپ	دادا
۱	م

ماں شریک بھائیوں اور بہنوں کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر ماں شریک بھائی یا بہن صرف ایک ہے تو اسے چھٹا حصہ ملے گا $\frac{1}{6}$ ۔[3] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸)

مثال۔ مسئلہ ۶

شوہر	ماں شریک بھائی	چچا
۳	۱	۲

مسئلہ ۲: اگر ماں شریک بھائی یا بہن دو یا دو سے زائد ہوں تو وہ سب ایک تہائی $\frac{1}{3}$ میں شریک ہو جائیں گے اور ان بھائی بہنوں کو برابر حصہ ملے گا۔[4] (سراجی ص ۷)

مثال۔ مسئلہ ۱۲

بیوی	ماں شریک بھائی	ماں شریک بہن	چچا
۳	۲	۲	۵

---

(1) ......"السراجی"،باب معرفة الفروض ومستحقیها، فصل فی النساء، ص ۱۱.

(2) ......"السراجی"، باب معرفة الفروض ومستحقیها، ص۷.

(3) ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج۶، ص۴۴۸.

(4) ......"السراجی"، باب معرفة الفروض ومستحقیها،ص۷.

مسئلہ ۳: ماں شریک بھائی یا بہن میت کے بیٹا بیٹی، پوتا، پوتی (نیچے تک) باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گے۔[1] (عالمگیری ج ٦ ص ۴۵۰)

مثال۔۱۔

مسئلہ ۱	
باپ	ماں شریک بھائی
۱	م

مثال۔۲۔

مسئلہ ۱	
دادا	ماں شریک بھائی
۱	م

نوٹ: ماں شریک بہنیں بھی عام حالتوں میں ماں شریک بھائیوں کی طرح ہیں۔

شوہر کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: شوہر کو کل مال کا آدھا $\frac{1}{2}$ اس صورت میں ملے گا جبکہ اس کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی (نیچے تک) نہ ہو۔[2] (عالمگیری ج ٦ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ٦٧٦)

مثال۔

مسئلہ ۲	
شوہر	باپ
۱	۱

مسئلہ ۲: اگر شوہر کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی (نیچے تک) ہو تو اس صورت میں شوہر کو چوتھائی حصہ $\frac{1}{4}$ ملے گا۔[3] (عالمگیری ج ٦ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ٦٧٦)

مثال۔۱۔

مسئلہ ۴	
بیٹا	شوہر
۳	۱

مثال۔۲۔

مسئلہ ۴		
بیٹی	چچا	شوہر
۲	۱	۱

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج٦، ص ۴۵۰.

2 ......المرجع السابق.　3 ......المرجع السابق.

مثال۔۳۔ مسئلہ۴

شوہر	پوتا
۱	۳

بیویوں کے حصوں کا بیان

مسئلہ۱: اگر میت کی بیوی کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی نہ ہو تو اس کو کُل مال کا چوتھائی $\frac{1}{4}$ ملے گا۔[1]

(عالمگیری ج۶ص۴۵۰،درمختار ج۵ص۶۷۴)

مثال۔ مسئلہ۴

بیوی	بھائی
۱	۳

مسئلہ۲: اگر میت کی بیوی کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی ہو تو اس کو آٹھواں حصہ[2] ملے گا $\frac{1}{8}$۔[3]

(عالمگیری ج۶ص۴۵۰،درمختار ج۵ص۶۷۴)

مثال۔ مسئلہ۸

بیٹا	بیوی
۷	۱

مثال۔ مسئلہ۸

پوتا	بیوی
۷	۱

حقیقی بیٹیوں کے حصوں کا بیان

مسئلہ۱: اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اس کو آدھا[4] $\frac{1}{2}$ ملے گا۔[5] (عالمگیری ج۶ص۴۴۸،درمختار ج۵ص۶۷۶)

---

[1]......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج۶، ص۴۵۰.

[2]......یعنی کل مال میں سے آٹھواں حصہ۔

[3]......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج۶، ص۴۵۰.

[4]......یعنی کل مال میں سے آدھا مال۔

[5]......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج۶، ص۴۴۸.

مثال۔ مسئلہ ۶

بیٹی	باپ
۳	۱+۲=۳

مسئلہ ۲: اگر بیٹیاں دو یا دو سے زائد ہوں تو ان سب کو دو تہائی $\frac{۲}{۳}$ ملے گا اور ان میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔[1] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مسئلہ ۳

بھائی	بیٹی	بیٹی
۱	۱	۱

مسئلہ ۳: اور اگر بیٹی کے ساتھ میت کا لڑکا بھی ہو تو بیٹی اور بیٹا دونوں عصبہ بن جائیں گے اور مال بطور عصوبت دونوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بیٹے کو بہ نسبت بیٹی کے دوگنا دیا جائے گا۔[2] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال ۔۱۔ مسئلہ ۴

بیٹا	بیٹی	شوہر
۲	۱	۱

مثال ۔۲۔ مسئلہ ۴ ع ۲۴

بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	شوہر
۶	۶	۳	۳	$\frac{۱}{۶}$

پوتیوں کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر میت کے بیٹا بیٹی نہیں صرف ایک پوتی ہے تو اس کو آدھا $\frac{۱}{۲}$ ملے گا۔[3] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

---

❶......"الفتاوی الهندية"، كتاب الفرائض، الباب الثاني في ذوي الفروض، ج٦، ص٤٤٨.

❷......المرجع السابق.

❸......المرجع السابق.

مثال۔ مسئلہ ۸

بیوی	چچا	پوتی
۱	۳	۴

مسئلہ۲: اگر میت کا بیٹا بیٹی نہیں ہے دو پوتیاں ہیں یا دو سے زائد تو وہ دو تہائی میں شریک ہوں گی۔[1] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ ۱۲

شوہر	چچا	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی
۳	۱	۲	۲	۲	۲

مسئلہ۳: اگر میت کی ایک بیٹی ہے تو پوتی ایک ہو یا ایک سے زائد وہ سب کی سب چھٹے حصے $\frac{1}{6}$ میں شریک ہوں گی تا کہ لڑکیوں کا حصہ دو تہائی پورا ہو جائے اس سے زائد نہ ہو کیونکہ قرآن کریم میں لڑکیوں کا حصہ دو تہائی سے زائد کسی صورت میں نہیں ہے۔ اب آدھا تو حقیقی بیٹی نے قوت قرابت کی وجہ سے لے لیا تو صرف چھٹا حصہ ہی باقی رہا جو پوتیوں کو مل جائے گا۔[2] (شریفیہ ص ۳۴، عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ ۱۲

شوہر	بیٹی	پوتی	پوتی	چچا
۳	۶	۱	۱	۱

مسئلہ۴: پوتیاں میت کی دو حقیقی بیٹیوں کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گی بشرطیکہ میت کا کوئی پوتا، پرپوتا (نیچے تک) موجود نہ ہو۔[3] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ ۲۴

زوجہ	بیٹی	بیٹی	پوتی	چچا
۳	۸	۸	م	۵

---

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج۶، ص۴۴۸.

2 ......المرجع السابق.

3 ......المرجع السابق.

مسئلہ۵: اگر پوتیوں کے ساتھ میت کی دو حقیقی بیٹیاں بھی ہوں اور پوتا یا پرپوتا (نیچے تک) ہو تو پوتیاں، پوتے یا پرپوتے کے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی۔[1] (عالمگیری ج۶ ص۴۴۸، درمختار ج۵ ص۶۷۶)

مثال۔۱۔ مسئلہ ۳ تصحیح ۹

بیٹی	بیٹی	پوتی		پوتا
$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$	۱	$(\frac{1}{3})$	۲

مثال۔۲۔ مسئلہ ۳ تصحیح ۹

بیٹی	بیٹی	پوتی		پرپوتا
$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$	۱	$(\frac{1}{3})$	۲

مسئلہ۶: پوتیوں کے ساتھ اگر میت کا بیٹا ہو تو پوتیاں محروم ہو جائیں گی۔[2] (عالمگیری ج۶ ص۴۴۸، درمختار ج۵ ص۶۷۶)

مثال۔۱۔ مسئلہ۱

پوتی	پوتی	بیٹا
م	م	۱

حقیقی بہنوں کے حصّوں کا بیان

مسئلہ۱: اگر بہن ایک ہے تو اسے آدھا $\frac{1}{2}$ ملے گا۔[3] (عالمگیری ج۶ ص۴۴۸، درمختار ج۵ ص۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ۲

بہن	چچا
۱	۱

---

(1) ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج۶، ص۴۴۸.

(2) ......المرجع السابق.

(3) ......المرجع السابق، ص۴۵۰.

مسئلہ۲: اگر بہنیں دو یا دو سے زائد ہیں تو وہ دو تہائی $\frac{2}{3}$ میں شریک ہوں گی۔[1]

(عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ ۳

بہن	بہن	چچا
۱	۱	۱

مسئلہ۳: اگر میت کی بہنوں کے ساتھ میت کا کوئی بھائی بھی ہو تو وہ اس کے ساتھ مل کر عصبہ ہو جائیں گی اور تقسیم مال لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ کی بنیاد پر ہوگی یعنی مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔[2] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ ۴

بہن	بہن	بھائی
۱	۱	۲

مسئلہ۴: اگر بہنوں کے ساتھ میت کی کوئی بیٹی، پوتی یا پر پوتی (نیچے تک) ہو تو اب بہن عصبہ بن جائے گی یعنی جو کچھ باقی بچے گا وہ لے گی، کیونکہ حدیث میں فرمایا: ''بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بناؤ۔'' [3] (درمختار ج ۵ ص ۶۷۶، بحرالرائق، تبیین)

مثال۔ مسئلہ ۶

بیٹی	پوتی	بہن
۳	۱	۲

باپ شریک بہنوں کے حصّوں کا بیان

مسئلہ۱: اگر باپ شریک بہن ایک ہو اور حقیقی بہن کوئی نہ ہو تو اُسے آدھا ملے گا۔[4] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

---

1. ''الفتاوی الھندیة''، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۵۰.
2. المرجع السابق.
3. ''الدرالمختار''، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۲، ۵۵۳.
و''سنن الدارمی''، کتاب الفرائض، باب فی بنت وأخت، الحدیث: ۲۸۸۱، ج ۲، ص ۴۴۶.
4. ''الفتاوی الھندیة''، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶، ص ۴۵۰.

مثال۔ مسئلہ۲

باپ شریک بہن	چچا
۱	۱

مسئلہ۲: اگر دو یا دو سے زائد باپ شریک بہنیں ہوں تو وہ دو تہائی $\frac{۲}{۳}$ میں شریک ہوں گی۔ [1] (درمختار ج۵ ص۶۷۶، عالمگیری ج۶ ص۴۵۰)

مثال۔ مسئلہ۳

باپ شریک بہن	باپ شریک بہن	چچا
۱	۱	۱

مسئلہ۳: اگر میت کی باپ شریک بہن یا بہنوں کے ساتھ ایک حقیقی بہن ہو تو باپ شریک بہن یا بہنوں کو صرف چھٹا تَکْمِلَةً لِلثُّلُثَیْنِ ملے گا۔ [2] (عالمگیری ج۶ ص۴۵۰، درمختار ج۵ ص۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ۶

بہن	باپ شریک بہن	چچا
۳	۱	۲

مسئلہ۴: اگر باپ شریک بہن کے ساتھ میت کی دو حقیقی بہنیں ہوں تو اس کو کچھ نہ ملے گا اس لئے کہ دو تہائی جو زائد سے زائد بہنوں کا حصہ تھا وہ پورا ہو چکا۔ [3] (عالمگیری ج۶ ص۴۵۰، درمختار ج۵ ص۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ۳

بہن	بہن	باپ شریک بہن	چچا
۱	۱	م	۱

مسئلہ۵: اگر باپ شریک بہن کے ساتھ میت کی دو حقیقی بہنیں ہوں اور باپ شریک بھائی بھی ہو تو حقیقی بہنوں کے حصہ کے بعد جو کچھ بچے گا وہ ان کے درمیان لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کی بنیاد پر منقسم ہوگا۔ [4] (بزازیہ علی عالمگیری ج۶ ص۴۰۴، عالمگیری ج۶ ص۴۵۰، درمختار ج۵ ص۶۷۶)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ٦، ص ٤٥٠.

2 ......المرجع السابق. 3 ......المرجع السابق. 4 ......المرجع السابق.

مثال۔ مسئلہ ۳ ع ۹

بہن	بہن	باپ شریک بہن		باپ شریک بھائی
$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$	۱	$(\frac{1}{3})$	۲

مسئلہ ۶: اگر باپ شریک بہنوں کے ساتھ میت کی بیٹیاں یا پوتیاں (نیچے تک) ہوں تو یہ بہنیں ان کے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی۔[1] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ ۲

بیٹی	باپ شریک بہن
۱	۱

مسئلہ ۷: حقیقی بھائی بہن ہوں یا باپ شریک سب کے سب بیٹے یا پوتے (نیچے تک) اور باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم رہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور فتوی اسی پر ہے۔[2] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔۱۔ مسئلہ ۱

بیٹا	حقیقی بھائی	حقیقی بہن	باپ شریک بھائی	باپ شریک بہن
۱	م	م	م	م

مثال۔۲۔ مسئلہ ۱

باپ	حقیقی بھائی	حقیقی بہن	باپ شریک بھائی	باپ شریک بہن
۱	م	م	م	م

مسئلہ ۸: باپ شریک بھائی یا بہن، حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے محروم ہو جاتے ہیں۔[3] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الفرائض، الباب الثاني في ذوي الفروض، ج ٦، ص ٤٥٠.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

مثال۔ مسئلہ ۱

حقیقی بھائی	باپ شریک بھائی	باپ شریک بہن
۱	م	م

ماں کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر میت کی ماں کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا یا بیٹی یا پوتا پوتی ہو تو ماں کو چھٹا حصہ $\frac{۱}{۶}$ ملے گا۔[1] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۹، درمختار ج ۵ ص ۵۳۹)

مثال۔ مسئلہ ۶/۱۸

ماں	بیٹا		بیٹی
$\frac{۱}{۳}$	۱۰	$\frac{۵}{۱۵}$	۵

مسئلہ ۲: اگر میت کی ماں کے ساتھ میت کے دو بھائی بہن ہوں خواہ وہ حقیقی ہوں، باپ شریک ہوں یا ماں شریک ہوں تو ماں کو اس صورت میں بھی چھٹا حصہ $\frac{۱}{۶}$ ملے گا۔[2] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۹، درمختار ج ۵ ص ۶۷۵)

مثال۔ مسئلہ ۶/۱۸

ماں	بھائی		بہن
$\frac{۱}{۳}$	۱۰	$\frac{۵}{۱۵}$	۵

مسئلہ ۳: اگر ماں کے ساتھ میت کے مذکورہ رشتہ دار نہ ہوں تو ماں کو کُل مال کا تہائی حصہ $\frac{۱}{۳}$ ملے گا۔[3] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۹)

مثال۔ مسئلہ ۳

ماں	چچا
۱	۲

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ٦، ص ٤٤٩.

[2] ......المرجع السابق. [3] ......المرجع السابق.

مسئلہ۴: اگر ماں کے ساتھ شوہر اور بیوی میں سے بھی کوئی ایک ہو تو پہلے شوہر یا بیوی کا حصہ دیا جائے گا پھر جو بچے گا اس میں سے ایک تہائی ماں کو دیا جائے گا اور یہ صرف دو صورتوں میں ہے۔[1] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۹، درمختار ج ۵ ص ۶۷۵)

مثال ۔۱۔ مسئلہ ۶

ماں	باپ	شوہر
۱	۲	۳

مثال ۔۲۔ مسئلہ ۴

ماں	باپ	بیوی
۱	۲	۱

مسئلہ۵: اگر مذکورہ صورتوں میں بجائے باپ کے دادا ہو تو ماں کو کل مال کا تہائی ملے گا $\frac{1}{3}$۔[2] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰)

مثال۔ مسئلہ ۱۲

ماں	بیوی	دادا
۴	۳	۵

دادی کے حصوں کا بیان

مسئلہ۱: جدہ صحیحہ جس کا بیان ہو چکا ہے اس کو چھٹا حصہ ملے گا۔ دادیاں اور نانیاں ایک سے زائد ہوں اور سب درجے میں برابر ہوں تو وہ بھی چھٹے حصے میں شریک ہوں گی۔[3] (شریفیہ ص ۴۱، عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال ۔۱۔ مسئلہ ۶

دادی	چچا
۱	۵

---

1 ……"الفتاوی الهندیة"، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج۶، ص۴۴۹.

2 ……المرجع السابق.

3 ……المرجع السابق، ص۴۵۰.

مثال۔۲۔ مسئلہ۶

دادی		نانی	چچا
۱	(۱/۲)	۱	۵/۱۰

مسئلہ۲: اگر دادی و نانی کے ساتھ میت کی ماں بھی ہو تو دادی و نانی دونوں محروم ہو جائیں گی۔[1] (عالمگیری ج۶ص ۴۵۰، درمختار ج۵ص۶۷۶)

مثال۔۱۔ مسئلہ۱۲

بیوی	ماں	نانی	نانی	چچا
۳	۴	م	م	۵

مثال۔۲۔ مسئلہ۱۲

بیوی	ماں	دادی	چچا
۳	۴	م	۵

مسئلہ۳: وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہوں وہ باپ کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جائیں گی۔[2] (شریفیہ ص ۴۲، عالمگیری ج۶ص۴۵۰، درمختار ج۵ص۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ۶

بیٹا	باپ	دادی (باپ کی ماں)
۵	۱	م

مسئلہ۴: وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہوں اور دادا سے اوپر ہوں وہ دادا کے ہوتے ہوئے ساقط ہو جائیں گی لیکن باپ کی ماں ساقط نہ ہوگی کیونکہ اس کی رشتہ داری دادا کے واسطے سے نہیں۔[3] (درمختار ج۵ص۶۷۶)

مثال۔۱۔ مسئلہ۴

بیوی	دادا	(پردادی) دادا کی ماں
۱	۳	م

---

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الفرائض، الباب الرابع فی الحجب، ج ۶، ص ۴۵۳.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الفرائض،فصل فی العصبات،ج ۱۰،ص۵۶۳.

مثال ۔۲۔ مسئلہ ۱۲

بیوی	دادا	دادی (باپ کی ماں)
۳	۷	۲

مسئلہ ۵: قریب والی دادی و نانی، دور والی دادی اور نانی کو محروم کردے گی۔

مسئلہ ۱۲

بیوی	باپ کی ماں	دادا	نانی کی ماں
۳	۲	۷	م

عصبات کا بیان

مسئلہ ۱: عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے مقرر شدہ حصے نہیں البتہ اصحاب فرائض سے جو بچتا ہے انہیں ملتا ہے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو تمام مال انہی میں تقسیم ہو جاتا ہے۔[1] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۱، الاختیار شرح المختار بحوالہ عالمگیری، درمختار ج ۵ ص ۶۷۷) عصبات کی دو قسمیں ہیں: ① عصبہ نسبی۔ اور ② عصبہ سببی۔

مسئلہ ۲: عصبہ نسبی سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن کے مقررہ حصے نہیں ہیں بلکہ اصحاب فرائض سے اگر کچھ بچتا ہے تو انہیں ملتا ہے عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں: ① عصبہ بنفسہٖ۔ ② عصبہ بغیرہٖ۔ ③ عصبہ مع غیرہٖ۔[2] (شریفیہ ص ۴۵)

مسئلہ ۳: عصبہ بنفسہٖ سے مراد وہ مرد ہے کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں کوئی عورت نہ آئے۔ عصبہ بنفسہٖ کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: جزو میت، یعنی بیٹے پوتے (نیچے تک)

دوسری قسم: اصل میت، یعنی میت کا باپ دادا (اوپر تک)

تیسری قسم: میت کے باپ کا جزو، یعنی بھائی پھر ان کی مذکر اولاد در اولاد (نیچے تک)

چوتھی قسم: میت کے دادا کا جزء یعنی چچا پھر انکی مذکر اولاد در اولاد (نیچے تک)

مسئلہ ۴: ان چاروں قسموں میں وراثت بالترتیب جاری ہوگی اور ترتیب وہی ہے جو ہم نے تقسیم میں اختیار کی ہے یعنی اگر پہلی قسم کے لوگ موجود ہیں تو دوسری قسم کے لوگ عصبہ نہیں بنیں گے اور دوسری قسم کے ہوتے ہوئے تیسری قسم کے عصبہ

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الفرائض، الباب الثالث في العصبات، ج٦، ص ٤٥١.

[2] ......"الشريفية" شرح "السراجية"، باب العصبات، ص ٣٧.

نہیں بنیں گے اور تیسری قسم کے ہوتے ہوئے چوتھی قسم کے نہیں بنیں گے۔[1] (درمختار ج۵ ص ۶۷۷)

مثال۔۱۔ مسئلہ ۱۲

شوہر	بیٹا	باپ
۳	۷	۲

مذکورہ صورت میں باپ کو بطور عصوبت کچھ نہیں ملا ہے ۱/۶ بطور فرضیت دیا گیا ہے۔

مثال۔۲۔ مسئلہ ۴

شوہر	بیٹا	چچا
۱	۳	م

مسئلہ ۵: عصبات میں ترتیب وترجیح کا ایک اصول تو ہم نے ذکر کردیا کہ رشتہ داری کا قرب[2] دیکھا جائے گا اس کے بعد دوسرا اصول یہ ہے کہ قوۃ قرابت کو دیکھا جائے گا یعنی دوہری[3] رشتہ داری والے کو اکہری[4] رشتہ داری والے پر ترجیح ہوگی اس میں مرد وعورت کی بھی تفریق نہیں۔[5]

مثال۔۱۔ مسئلہ ۴

بیوی	حقیقی بھائی	باپ شریک بھائی
۱	۳	م

مثال۔۲۔ مسئلہ ۸

بیوی	بیٹی	باپ شریک بھائی	حقیقی بہن
۱	۴	م	۳

مسئلہ ۶: عصبہ بغیرہٖ چار عورتیں ہیں، یہ وہ عورتیں ہیں جن کا مقررہ حصہ نصف یا دوتہائی ہے یہ عورتیں اپنے بھائیوں کی موجودگی میں عصبہ بن جائیں گی اور بجائے فرض کے صرف بطور عصوبت جو ملے گا وہ لیں گی، وہ عورتیں یہ ہیں: ① بیٹی۔ ② پوتی۔ ③ حقیقی بہن۔ ④ باپ شریک بہن۔[6] (درمختار ج۵ ص ۶۷۹)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۰.

2 ......یعنی قریبی تعلق۔ 3 ......دوطرفہ۔ 4 ......یک طرفہ۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۱.

6 ......المرجع السابق، ص ۵۵۲.

مثال۔۱۔ مسئلہ ۴

شوہر	بیٹا	بیٹی
۱	۲	۱

مثال۔۲۔ مسئلہ ۲ عـــ۶

شوہر	بھائی		بہن
$\frac{۱}{۳}$	۲	($\frac{۱}{۳}$)	۱

مسئلہ ۷: وہ عورتیں جن کا فرض حصہ نہیں ہے مگر ان کا بھائی عصبہ ہے وہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ نہیں ہوں گی۔ کیونکہ قرآن کریم میں صرف بیٹیوں اور بہنوں کو ہی اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ قرار دیا گیا ہے۔[1] (درمختار ج۵ ص۶۷۹)

مثال۔۱۔ مسئلہ ۴

زوجہ	چچا	پھوپھی
۱	۳	م

اس صورت میں باقی کُل مال چچا کو ملے گا اور اس کی بہن جو میت کی پھوپھی ہے محروم رہے گی۔

مسئلہ ۸: عصبہ مع غیرہ سے مراد وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے جیسے حقیقی بہن یا باپ شریک بہن بیٹی کے ہوتے ہوئے عصبہ بن جاتی ہے۔

مثال مسئلہ ۸

بیوی	حقیقی بہن	بیٹی
۱	۳	۴

مسئلہ ۸

بیوی	باپ شریک بہن	بیٹی
۱	۳	۴

مسئلہ ۹: سببی عصبہ مولی العتاقہ ہے۔ اگر ہمیں کتاب کے نامکمل رہ جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو ہم مولی العتاقہ کی بحث کو حذف کردیتے کیونکہ اب درحقیقت اس کا کوئی وجود نہیں بہرحال اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے کوئی غلام آزاد کیا

[1]...... "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج۱۰، ص۵۵۲.

ہو اور وہ غلام مرگیا ہو اور غلام کا کوئی رشتہ دار نہ ہو صرف اس کو آزاد کرنے والا شخص ہو اب اس کا آقا[1] اس کو آزاد کرنے کے سبب اس کی میراث کا[2] مستحق ہوگا کیونکہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلّم نے فرمایا ہے: "اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ"[3] وَلاء کا تعلق نسبی تعلق ہی کی طرح ہے۔[4] (درمختار ج۵ ص۶۸۰)

مسئلہ۱۰: اگر آزاد کرنے والا بھی زندہ نہ ہو تو مال اس کے عصبات کو اُسی ترتیب کے مطابق ملے گا جو ہم عصبات کی ترتیب میں بیان کر آئے ہیں۔ البتہ فرق یہ ہے کہ آزاد کرنے والے کے عصبات میں اگر عورتیں ہیں تو ان کو کچھ نہ ملے گا۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلّم نے فرمایا ہے: "لَيْسَ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْوَلَاءِ"[5] عورتوں کے لئے وَلاء نہیں یعنی انہیں اس سبب سے میراث نہ ملے گی کہ ان کے کسی رشتہ دار نے کسی شخص کو آزاد کیا تھا اور اگر کسی عورت نے خود غلام آزاد کیا تھا تو وہ اس کی میراث لے لے گی۔[6] (شریفیہ ص ۵۱، درمختار ج۵ ص۶۸۱)

حَجب کا بیان

مسئلہ۱: علم الفرائض کی اصطلاح میں حجب سے مراد یہ ہے کہ کسی وارث کا حصہ کسی دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے یا تو کم ہو جائے یا بالکل ہی ختم ہو جائے اس کی دو قسمیں ہیں: ① حجب نقصان اور ② حجب حرمان۔[7] (شریفیہ ص ۵۷)

مسئلہ۲: حجبِ نقصان یعنی وارث کے حصہ کا کم ہو جانا پانچ قسم کے وارثوں کیلئے ہے۔ ① شوہر کیلئے۔

مثال۔۱۔

مسئلہ۴	
شوہر	بیٹا
۱	۳

شوہر کا حصہ نصف $\frac{1}{2}$ تھا مگر میت کی اولاد کی وجہ سے چوتھائی $\frac{1}{4}$ ہو گیا، ② بیوی کا بھی یہی حال ہے۔

مثال۔۲۔

مسئلہ۸	
بیوی	بیٹا
۱	۷

---

1 ...... مالک۔ 2 ...... یعنی ترکہ کا۔

3 ...... "صحیح ابن حبان"، کتاب البیوع، باب البیع المنھی عنہ، الحدیث: ۴۹۲۹، ج۷، ص ۲۲۰.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۵.

5 ...... "سنن الدارمی"، کتاب الفرائض، باب ما للنساء من الولاء، الحدیث: ۳۱۵۲، ج۲، ص ۴۸۹.

6 ...... "الشریفیة" شرح "السراجیة"، باب العصبات، ص ۴۲.

7 ...... "الشریفیة" شرح "السراجیة"، باب الحجب، ص ۴۷.

بیوی کو اگر اولاد نہ ہو تو چوتھائی ملتا ہے مگر اولاد حصہ کم کر دیتی ہے یعنی بجائے چوتھائی کے آٹھواں ملے گا۔

③ ماں کا حصہ بھی اولاد یا دو بھائی بہنوں کی موجودگی میں بجائے تہائی کے چھٹا رہ جاتا ہے۔

مثال۔۳۔ مسئلہ ۶

ماں	بیٹا
۱	۵

④ پوتی۔ پوتی کا حصہ ایک حقیقی بیٹی کی موجودگی میں نصف سے کم ہو کر چھٹا رہ جاتا ہے۔

⑤ باپ شریک بہن۔ اس کا حصہ ایک حقیقی بہن کی موجودگی میں نصف کے بجائے چھٹا رہ جاتا ہے۔[1]

مثال۔۴۔ مسئلہ ۶

بیٹی	پوتی	چچا
۳	۱	۲

مثال۔۵۔ مسئلہ ۶

بہن	باپ شریک بہن	چچا
۳	۱	۲

مسئلہ۳: حجب حرمان۔ یعنی کسی وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے محروم ہو جانا۔[2] (شریفیہ ص ۵۷)

مسئلہ۴: ہر وہ شخص جس کو میت سے کسی شخص کے ذریعہ سے تعلق ہو وہ اس درمیانی شخص کی موجودگی میں وراثت سے محروم رہے گا۔ البتہ ماں شریک بہن اور بھائی اس قانون کے اطلاق سے مستثنیٰ ہیں مثلاً دادا باپ کے ہوتے ہوئے محروم رہے گا۔[3]

مثال۔۱۔ مسئلہ ۴

بیوی	باپ	دادا
۱	۳	م

مثال۔۲۔ مسئلہ ۱۲

بیوی	ماں	نانی	بھائی
۳	۴	م	۵

---

1 ...... "الشريفية" شرح "السراجية"، باب الحجب، ص ٤٧.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق، ص ٤٨.

مسئلہ۵: قریبی رشتہ دار دور والے رشتہ دار کو محروم کر دیتا ہے۔[1]

مثال۔ا۔ مسئلہ۸

بیوی	بیٹا	پوتا
ا	۷	م

پوتا خواہ اس بیٹے سے ہو یا دوسرے بیٹے سے ہو محروم رہے گا کیونکہ بیٹا بہ نسبت پوتے کے زیادہ قریب ہے۔

مسئلہ۶: جو وارث خود میراث سے محروم ہو گیا ہے وہ دوسرے وارث کا حصہ کم یا بالکل ختم کر سکتا ہے۔[2]

مثال۔ا۔ مسئلہ۶

باپ	بھائی	بھائی	ماں
۵	م	م	ا

اب بھائی باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہیں مگر اس کے باوجود انہوں نے ماں کا حصہ تہائی سے کم کر کے چھٹا کر دیا۔

مثال۔۲۔ مسئلہ۴

بیوی	دادی	باپ	نانی کی ماں
ا	م	۳	م

اس صورت میں دادی باپ کی وجہ سے محروم ہے مگر اس نے پرنانی کو محروم کر دیا۔

حصوں کے مخارج کا بیان

مسئلہ۱: اصطلاح فرائض میں مخرج سے مراد وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جس میں سے تمام ورثہ کو بلا کسر ان کے حصے تقسیم کیے جا سکیں۔[3] (درمختار جلد۵)

مثال۔ مسئلہ۶

ماں	بیٹی	پوتی	چچا
ا	۳	ا	ا

یہاں چھ اصطلاح میں مخرج المسئلہ ہے، اگرچہ مسئلہ ۱۲ سے بھی بلا کسر درست تھا اور چوبیس سے بھی مگر چھ سب سے چھوٹا عدد ہے۔ لہٰذا یہی مخرج المسئلہ ہے۔

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج۱۰، ص۵۶۰.

2 ......المرجع السابق، ص۵۶۱.

3 ......"رد المحتار"، کتاب الفرائض، باب المخارج، ج۱۰، ص۵۹۱.

مسئلہ۲: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مقررہ حصے چھ ہیں، جن کو دو قسموں پر منقسم کیا گیا ہے۔

پہلی قسم: آدھا، چوتھائی، آٹھواں۔ **دوسری قسم:** دو تہائی، تہائی، چھٹا۔

اب اگر کسی مسئلہ میں ایک ہی فرض حصہ ہو تو اس کا مخرج اس حصہ کا ہمنام عدد ہوگا۔[1] (شریفیہ ص ۶۱) مثلاً اگر چھٹا ہے تو مخرجِ مسئلہ ۶ قرار پائے گا۔ آٹھواں ہے تو آٹھ قرار پائے گا۔ اور آپ نے مثالوں میں دیکھ لیا کہ مخرج مسئلہ وارثوں کے اوپر کھینچے جانے والے خط پر دائیں جانب لکھا جاتا ہے۔ آدھا حصہ اگر ہو تو اس کا مخرج دو ہے اور دو تہائی ہو تو اس کا مخرج تین ہے۔[2]

مثال۔ مسئلہ ۳

بیٹی	بیٹی	چچا
۱	۱	۱

مسئلہ۳: اگر کسی مسئلہ میں ایک سے زیادہ حصے جمع ہو جائیں مگر وہ ایک ہی قسم کے ہوں (اُن دو قسموں میں سے جو ہم نے بیان کی ہیں) تو سب سے چھوٹے حصے کا جو مخرج ہوگا وہی تمام حصوں کا ہوگا۔[3]

مثال۔۱۔ مسئلہ ۶

ماں	حقیقی بہن	حقیقی بہن	چچا
۱	۲	۲	۱

اس مثال میں ماں کا چھٹا حصہ ہے اور دو بہنوں کا دو تہائی ہے مگر چھٹا دو تہائی سے کم ہے، لہٰذا ہم نے چھٹے کے ہم نام عدد کو مخرج مسئلہ قرار دیا ہے۔

مثال۔۲۔ مسئلہ ۷

ماں	حقیقی بہن	حقیقی بہن	ماں شریک بہن	ماں شریک بہن
۱	۲	۲	۱	۱

اس مثال میں دوسری قسم کے تمام حصے جمع ہو گئے ہیں، لہٰذا جو سب سے چھوٹے حصے کا مخرج تھا وہی تمام کا مخرج قرار پایا۔

مسئلہ۴: اگر پہلی قسم کا نصف $\frac{1}{2}$ دوسری قسم کے کسی حصہ کے ساتھ آجائے یا سب کے ساتھ آجائے تو مسئلہ چھ ۶ سے ہوگا۔[4]

---

1 ……"الشريفية"شرح"السراجية"،باب مخارج الفروض، ص ٥١.

2 ……"الدرالمختار"، كتاب الفرائض،باب المخارج،ج١٠،ص٥٩٢.

3 ……المرجع السابق. 4 ……المرجع السابق،ص٥٩٣.

مثال ۔۱۔ ۶ مسئلہ ۱۰

شوہر	ماں	حقیقی بہن ۲	ماں شریک بہن ۲
۳	۱	۴	۲

اس مثال میں شوہر کا حصہ نصف ہے جو دوسری قسم کے تمام حصوں کے ساتھ آ گیا ہے یعنی $\frac{۱}{۶}$ ، $\frac{۱}{۳}$ ، $\frac{۲}{۳}$ ، کے ساتھ، اس لئے مسئلہ $\frac{۱}{۶}$ سے ہوگا پھر مُؤَوّل ہو کر ۱۰ سے ہو جائے گا۔

مثال ۔۲۔ ۶ مسئلہ ۷

شوہر	بہنیں ۲
۳	۴

مثال ۔۳۔ مسئلہ ۶

شوہر	ماں شریک بہنیں ۲	چچا
۳	۲	۱

مثال ۔۴۔ مسئلہ ۶

ماں	بیٹی	چچا
۱	۳	۲

مثال ۔۵۔ ۶ مسئلہ ۸

شوہر	حقیقی بہنیں ۲	ماں
۳	۴	۱

مسئلہ ۵: اگر چوتھائی دوسری قسم کے کسی حصے یا تمام حصوں کے ساتھ جمع ہو جائے تو مخرج مسئلہ ۱۲ بارہ ہوگا۔ [1] (شریفیہ ص ۶۳)

مثال ۔۱۔ ۱۲ مسئلہ ۱۷

بیوی	ماں	حقیقی بہنیں ۲	ماں شریک بہنیں ۲
۳	۲	۸	۴

اس مثال میں چوتھائی $\frac{۱}{۴}$ کے ساتھ $\frac{۱}{۶}$ ، $\frac{۲}{۳}$ ، $\frac{۱}{۳}$ سب ہی جمع ہیں، اس لئے مخرج مسئلہ ۱۲ ہے۔

مسئلہ ۶: اگر آٹھواں حصہ دوسری قسم کے تمام حصوں یا بعض حصوں کے ساتھ آ جائے تو مخرج مسئلہ چوبیس ۲۴ ہوگا۔ [2]

مثال ۔۱۔ مسئلہ ۲۴

بیوی	بیٹیاں ۲	ماں	چچا
۳	۱۶	۴	۱

اس مثال میں آٹھواں، دو تہائی اور چھٹے کے ساتھ آیا ہے اس لئے مسئلہ چوبیس سے کیا گیا ہے۔

---

(1)......"الشريفية" شرح "السراجية"، باب مخارج الفروض، ص ٥٣.

(2)......"السراجي"، باب مخارج الفروض، ص ١٩.

مثال۔۲۔ مسئلہ۲۴

بیوی	بیٹیاں۲	چچا
۳	۱۶	۵

عَول کا بیان

مسئلہ۱: عول سے مراد اصطلاح فرائض میں یہ ہے کہ مخرجِ مسئلہ جب ورثاء کے حصوں پر پورا نہ ہوتا ہو یعنی حصے زائد ہوں اور مخرج کا عدد حصوں کے مجموعی اعداد سے کم ہو تو مخرج مسئلہ کے عدد میں اضافہ کردیا جاتا ہے، اس طرح کی تمام ورثاء پر ان کے حصوں کی نسبت سے ہوجاتی ہے۔[1] (درمختار ج۵ ص۵۳۷)

مسئلہ۲: عول کا فیصلہ سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے عہد میں درج ذیل مسئلہ پیش آیا، آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے عول کا مشورہ دیا۔

مسئلہ۶ عـــ۸

شوہر	ماں	بہن
۳	۲	۳

اس پر کسی نے انکار نہ کیا۔[2] (درمختار ج۵ ص۶۸۸) پھر بعد میں یہی طریقہ رائج ہوگیا، اب اس مسئلہ میں حصوں کی تعداد آٹھ ہے جب کہ مخرج چھ ہے لہٰذا دو عدد کا اضافہ کردیا گیا ہے اور ایک نشان عـــ جو عول کا مخفف ہے لگادیا گیا ہے۔

مسئلہ۳: ۶ چھ کا عول طاق عدد میں بھی ہوتا ہے اور جفت میں بھی مگر یہ عول صرف دس تک ہوتا ہے۔[3] (درمختار ج۵ ص۶۸۹)

مثال۔۱۔ مسئلہ۶ عـــ۷

شوہر	بہن	بہن
۳	۲	۲

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج۱۰، ص۵۶۹.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج۱۰، ص۵۶۹.

[3] ......المرجع السابق، ص۵۷۰.

مثال ۔۲۔ مسئلہ ٦ عــ ۸

ماں	شوہر	بہن	بہن
۱	۳	۲	۲

مثال ۔۳۔ مسئلہ ٦ عــ ۹

ماں	شوہر	بہن	بہن	ماں شریک بھائی
۱	۳	۲	۲	۱

مثال ۔۴۔ مسئلہ ٦ عــ ۱۰

ماں	شوہر	بہن	بہن	ماں شریک بھائی	ماں شریک بھائی
۱	۳	۲	۲	۱	۱

مسئلہ۴: بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے مگر یہ عول جفت عدد میں نہیں ہوگا صرف طاق میں ہوگا۔[1] (درمختار ج ۵ ص ٦۸۹ شریفیہ ص ۵۷)

مثال ۔۱۔ مسئلہ ۱۲ عــ ۱۳

بیوی	بہن	بہن	ماں
۳	۴	۴	۲

مثال ۔۲۔ مسئلہ ۱۲ عــ ۱۵

بیوی	بہن	بہن	ماں	ماں شریک بھائی
۳	۴	۴	۲	۲

مثال ۔۳۔ مسئلہ ۱۲ عــ ۱۷

بیوی	بہن	بہن	ماں	ماں شریک بھائی	ماں شریک بھائی
۳	۴	۴	۲	۲	۲

مسئلہ۵: چوبیس ۲۴ کا عول صرف ستائیس ہے۔[2] (درمختار ج ۵ ص ٦۸۹)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الفرائض، باب العول ، ج ۱۰، ص ۵۷۰.

2 ......المرجع السابق.

مثال ۔۱۔ مسئلہ ۲۴ عـ ۲۷

بیوی	بیٹی	بیٹی	ماں	باپ
۳	۸	۸	۴	۴

اعداد کے درمیان نسبتوں کا بیان

تخریج مسائل کے وقت ورثاء کی تعداد، انکے حصوں کی تعداد، مخرج مسئلہ کا عدد، سب ہی کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے پھران اعداد کی باہمی نسبتیں بھی تخریج مسائل کے سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں ہم ان نسبتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

تماثل: اگر دو عدد آپس میں برابر ہیں تو ان میں تماثل کی نسبت ہے جیسے ۴=۴۔

تداخل: دو مختلف عددوں میں سے چھوٹا عدد اگر بڑے کو کاٹ دے یعنی بڑا چھوٹے پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو ان دونوں میں نسبت تداخل ہے جیسے ۱۶ اور ۴۔

توافق: دو مختلف عددوں میں سے اگر چھوٹا بڑے کو نہ کاٹے بلکہ ایک تیسرا عدد دونوں کو کاٹے تو ان دونوں میں نسبت توافق ہوگی جیسے ۸، اور ۲۰ کہ انہیں ۴ کاٹتا ہے ان دونوں میں توافق بالرُبع ہے اور ۵ بیس کا عدد وفق ہے جب کہ دو آٹھ کا عدد وفق ہے۔

تباین: اگر دو مختلف عدد اس قسم کے ہوں کہ نہ تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو کاٹیں اور نہ ہی کوئی تیسرا ان کو کاٹے تو ان میں نسبت تباین ہے۔ جیسے ۹ اور ۱۰۔ [1]

نسبتوں کی پہچان

دو عددوں میں مماثلت اور مساوات تو ظاہر ہی ہوتی ہے البتہ تداخل اور توافق اور تباین کی پہچان کا قاعدہ معلوم ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے۔

دو عددوں میں اگر چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم کر دے تو یہ تداخل ہے اور اگر پورا پورا تقسیم نہ کرے تو چھوٹے عدد کو بڑے عدد سے تقسیم کریں اور اس کا جو باقی بچے اُس سے چھوٹے عدد کو تقسیم کریں پھر اس کا جو باقی بچے اس سے پہلے کے باقی کو تقسیم کریں اسی طرح ایک کو دوسرے سے تقسیم کرتے رہیں یہاں تک کہ باقی کچھ نہ بچے تو اگر آخری تقسیم کرنے والا عدد ایک ہے تو ان دو عددوں میں تباین ہے اور اگر ایک سے زیادہ دو تین چار وغیرہ کوئی عدد ہے تو ان میں توافق ہے اور اُس عدد کے نام کی مناسبت سے اس توافق کا نام بھی ہوتا ہے۔

---

[1] ...... "السراجي"، فصل في معرفة التماثل والتداخل... إلخ، ص ۲۰، ۲۱.

مثلاً آخری تقسیم کرنے والا عدد دو تھا تو توافق بالنصف اور تین تھا تو توافق بالثلث اور چار تھا تو توافق بالربع ہے۔اس کی مثالیں یہ ہیں۔

۱۳اور۴۵کواور۱۰۔۱۶کواور۹۔۱۵کواس طرح تقسیم کیا جائے۔

۹) ۱۵ (۱	۱۰) ۱۶ (۱	۱۳) ۴۵ (۳
۹	۱۰	۳۹
۶) ۹ (۱	۶) ۱۰ (۱	۶) ۱۳ (۲
۶	۶	۱۲
۳) ۶ (۲	۴) ۶ (۱	۱) ۶ (۶
۶	۴	۶
×	۲) ۴ (۲	×
	۴	
	×	

پہلی مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد ایک ہے لہٰذا۱۳اور۴۵ میں تباین ہے۔دوسری مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد دو ہے لہٰذا۱۰اور۱۶میں توافق بالنصف ہے۔اور تیسری مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد تین ہے۔لہٰذا۹اور۱۵میں توافق بالثلث ہے۔

توافق کی صورت میں ان دونوں عددوں کو تقسیم کرنے والے عدد سے ان دونوں کو تقسیم کرکے جو عدد حاصل ہوگا وہ اس کا وفق کہلاتا ہے مثلاً۱۶اور۱۰کو۲سے تقسیم کیا تو۱۶کا وفق ۸ ہے اور۱۰کا وفق ۵ ہے اور۹اور۱۵کو۳سے تقسیم کیا تو۹کا وفق ۳ ہے اور۱۵کا وفق ۵ ہے۔[1]

تصحیح: اگر وارثوں کی تعداد اور اصل مسئلہ سے ملنے والے حصوں میں کسر واقع ہو جائے تو اس کسر کے دور کرنے کو تصحیح کہتے ہیں۔[2] (ضوء السراج حاشیہ شریفیہ ص ۷۲) اور کبھی حصوں کے کم از کم عدد سے حاصل کرنے کو بھی تصحیح کہتے ہیں۔[3] (شریفیہ ص ۷۲) یعنی اصل مسئلہ پر بھی تصحیح کا اطلاق ہوتا ہے۔اس سلسلہ میں مجموعی طور پر سات اصول کارفرما ہیں۔تین تو حصوں اور اعداد روس (یعنی جو لوگ حصہ پانے والے ہیں انکی تعداد) کے درمیان ہیں اور چار خود اعداد روس کے درمیان ہیں۔

---

❶...... "الشريفية" شرح "السراجية"، فصل في معرفة التماثل والتداخل... إلخ، ص ٥٧، ٥٨.

❷...... "ضوء السراج" حاشية "الشريفية"، باب التصحيح، ص ٦١.

❸...... "الشريفية" شرح "السراجية"، باب التصحيح، ص ٦١.

مسئلہ۱: اگر ہر فریق کے حصے اس پر بلا کسر کے منقسم ہو رہے ہیں تو تصحیح کی کوئی ضرورت نہیں۔[1] (شریفیہ ص ۷۲)

مثال۔۱۔ مسئلہ ۶

ماں	باپ	بیٹیاں ۲
۱	۱	۴

اب یہاں وارثوں کے تین فریق ہیں اور ہر فریق کو پورا پورا حصہ بغیر کسر کے مل گیا دو بیٹیاں جو ایک فریق ہیں ان کا مجموعی حصہ ۴ ہے۔ جس میں سے دو دو ہر ایک کو مل گئے۔

مسئلہ۲: اگر ایک فریق پر کسر واقع ہو اور ان کے عدد سہام (حصوں کی تعداد) اور عدد رؤس میں نسبت توافق ہو تو اس فریق کے عدد رؤس کا عدد وفق نکال کر اسے اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور اگر مسئلہ عائلہ ہے تو اس کے عول میں ضرب دیں گے اب جو حاصل ہوگا وہ تصحیح مسئلہ ہے۔ پھر اسی عدد وفق کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دی جائے گی اس طرح اس فریق کا حصہ بلا کسر نکل آئے گا۔ اب رہا فریق کے ہر ہر فرد کا حصہ تو اس کی تخریج کا طریقہ ہم بعد میں بیان کریں گے۔[2]

مثال۔۱۔ مسئلہ ۶ ت ۳۰ المضروب ع ۵

ماں	باپ	بیٹیاں۔۱۰ (۵)
۱	۱	۴
۵	۵	۲۰

صورت مذکورہ میں کسر صرف ایک فریق پر تھی یعنی بیٹیوں پر، انکے عدد رؤس ۱۰ اور عدد سہام ۴ میں توافق بالنصف ہے، یعنی دونوں کو کاٹنے والا عدد ۲ ہے۔ لہٰذا اس کا عدد وفق ۵ نکلا۔ اب اس کو ہم نے اصل مسئلہ (جو ۶ سے ہے) میں ضرب دیا تو تیس ۳۰ حاصل ضرب نکلا۔ یہ تیس ۳۰ تصحیح مسئلہ ہے۔ جس کو "ت" سے ظاہر کیا گیا ہے جو تصحیح کا مخفف ہے پھر اسی مضروب ۵ کو ہر فریق کے حصے سے ضرب دی گئی جس سے ہر فریق کا حصہ بلا کسر معلوم ہو گیا۔

مثال۔۲۔ مسئلہ ۱۲ ع ۱۵ ت ۴۵ المضروب ع ۳

شوہر	ماں	باپ	بیٹیاں ۶ (۳)
۳	۲	۲	۸
۹	۶	۶	۲۴

---

[1] ...... "الشريفية" شرح "السراجية"، باب التصحيح، ص ٦١.

[2] ...... المرجع السابق، ص ٦٢.

اس صورت میں حصے مخرج مسئلہ سے بڑھ گئے تھے، لہٰذا مسئلہ عائلہ ہوگیا پھر سہام اور رؤس میں نسبت دیکھی گئی تو صرف ایک ہی فریق پر کسر تھی، وہ بیٹیاں ہیں، ان کے اور ان کے حصوں کے درمیان نسبت توافق بالنصف ہے لہٰذا ہم نے عدد رؤس کے عدد وفق کو عول مسئلہ میں ضرب دی اور اس طرح حاصل ضرب مخرجِ مسئلہ بن گیا۔ پھر اُسی مضروب کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دے دی گئی۔ (1)

مسئلہ۳: اگر کسر ایک ہی فریق پر ہو مگر ان کے عدد سہام اور عدد رؤس میں نسبت تباین ہو تو تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ جس فریق پر کسر ہے اس کے کُل عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں یا عول مسئلہ میں (اگر مسئلہ عائلہ ہے) ضرب دیں اور اسی طرح ہر فریق کے حصہ میں۔

مثال۔۱۔ مسئلہ ۶ ت ۱۸ المضروب ع ۳

شوہر	دادی	اخوات الام ۳
۳	۱	۲
۹	۳	۶

مثال۔۲۔ مسئلہ ۶ عــ ۷ ۳۵ المضروب ع ۵

شوہر	بہنیں۔ ۵
۳	۴
۱۵	۲۰

مسئلہ۴: مذکورہ تین اصول اس وقت جاری ہوں گے جب کسر ایک فریق پر ہو لیکن ایک سے زائد فریقوں پر کسر ہونے کی صورت میں مندرجہ ذیل چار اصولوں سے کام لیا جائے گا۔ (2)

مسئلہ۵: اگر کسر ایک سے زائد فریقوں پر ہو تو رؤس اور رؤس کے درمیان نسبت دیکھی جائے گی اگر اعداد رؤس آپس میں متماثل ہوں تو کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں یا اس کے عول میں (اگر مسئلہ عائلہ ہو) ضرب دیں گے پھر اسی مضروب کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دیں گے۔ (3)

مثال۔۱۔ مسئلہ ۶ ت ۱۸ المضروب ع ۳

بیٹیاں ۶	دادیاں ۳	چچا ۳
۴	۱	۱
۱۲	۳	۳

---

(1) ...... "الشریفیة"شرح"السراجیة"، باب التصحیح، ص ٦٢.

(2) ...... المرجع السابق، ص ٦٣.

(3) ...... المرجع السابق، ص ٦٣، ٦٤.

توضیح اس کی یہ ہے کہ اصل مسئلہ ۶ سے ہوا جس میں سے ۶ بیٹیوں کو دو تہائی یعنی ۴ ملے اب چونکہ چار، چھ پر پوری طرح تقسیم نہیں ہوتا اور ۴۔۶ میں توافق [1] ہے، لہٰذا ۶ کا وفق عدد ۳ ہو گیا اور تین دادیوں کو ایک اور تینوں چچوں کو ایک ملا جو ان پر پورا تقسیم نہیں ہوتا اب ہمارے پاس یہ عدد رؤس ہیں۔۳۔۳۔۳، ان میں تماثل ہے لہٰذا کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور پھر مضروب کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دی جائے گی۔

مسئلہ ۶: اگر کسر ایک سے زائد فریقوں پر ہے مگر ان کے اعداد رؤس میں آپس میں نسبت تداخل ہے تو جو بڑا عدد ہے اسے اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے یا اگر عائلہ ہے تو اسکے عول میں دیں گے۔ [2]

مسئلہ ۷: اگر کسر وارثوں کے ایک سے زائد فریقوں پر ہو اور ان کے اعداد رؤس میں توافق ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک عدد رؤس کے وفق کو دوسرے فریق کے کل عدد رؤس میں ضرب دیں گے۔ پھر حاصل ضرب کی نسبت تیسرے فریق کے عدد رؤس سے دیکھیں گے۔ اگر ان میں توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کُل میں ضرب دیں گے اور اگر حاصل ضرب اور تیسرے فریق کے عدد رؤس میں تباین کی نسبت ہو تو پورے ایک عدد کو دوسرے میں ضرب دے لیں گے۔ پھر حاصل ضرب کو چوتھے فریق کے عدد رؤس کے ساتھ اسی طرح دیکھیں گے۔ اگر توافق ہوگا تو ایک کے وفق کو دوسرے کل عدد میں ضرب دیں گے اور اگر تباین ہو تو ایک عدد کو دوسرے سے ضرب کر دیں گے۔ اسی طرح جتنے فریق میں کسر ہوگی، کریں گے۔ آخر میں جو حاصل ضرب ہوگا اس کو اصل مسئلہ میں یا عول والے مسئلے میں عول سے ضرب دے دیں گے اور اسی عدد کو ہر فریق کے حصے میں بھی ضرب دے دیں گے۔ [3]

---

[1]...... بہار شریعت میں اس مقام پر '' تداخل '' لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل لفظ یہاں پر '' توافق '' ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔...علمیه

[2]...... "الشريفية" شرح "السراجية"، باب التصحيح، ص ٦٤.

مثال۔ مسئلہ ۱۲ ات ۱۴۴

بیویاں۔۴۔	دادیاں۔۳۔	چچا۔۱۲۔
۳	۲	۷
۳۶	۲۴	۸۴

توضیح: اصل مسئلہ ۱۲ ہے جس سے سدس یعنی دو حصے تین دادیوں کے ہیں لیکن دو، تین میں تباین ہے لہٰذا جدات کی تعداد تین ہی رہے گی چوتھائی بیویوں کا یعنی تین حصے لیکن تین اور چار میں بھی تباین ہے اس لیے زوجات کی تعداد بھی یہی رہے گی باقی مال اعمام (چچوں) کو بطور عصبہ ملے گا اور وہ سات حصے ہیں لیکن اعمام کی تعداد ۱۲ ہے جبکہ ۱۲ اور ۷ میں بھی تباین ہے اس لیے اعمام کی تعداد ۱۲ ہی رہے گی پھر ہم نے عدد رؤس کی آپس میں نسبت دیکھی تو زوجات اور جدات کی تعداد یعنی ۴ اور ۳ ان میں اور ۱۲ میں تداخل ہے لہٰذا ہم نے بڑے عدد رؤس ۱۲ کو اصلِ مسئلہ ۱۲ میں ضرب دی تو ایک سو چوالیس حصے ہو گئے اب ہر فریق کے حصے کو مضروب یعنی ۱۲ سے ضرب دیں گے پس بیویوں کے ۳۶، دادیوں کے ۲۴ اور چچوں کے ۸۴ حصے ہوں گے جو کہ ہر فریق کے عدد رؤس پر پورے پورے تقسیم ہو جائیں گے۔...علمیه

[3]...... "الشريفية" شرح "السراجية"، باب التصحيح، ص ٦٥.

مثال۔[1] مسئلہ ۲۴ ت ۴۳۲۰ المضروب ۱۸۰

بیویاں ۔۴۔	بیٹیاں ۱۸ (۹)	دادیاں ۱۵	چچا۔ ۶۔
۳	۱۶	۴	۱
۵۴۰	۲۸۸۰	۷۲۰	۱۸۰

جیسا کہ آپ واضح طور پر دیکھ رہے ہیں اس مسئلہ میں ہر فریق پر کسر ہے لہٰذا ہم پہلے تو اعداد سہام[2] اور اعداد رؤس[3] کی نسبت دیکھیں گے تو ۳۔۴ میں تباین ہے لہٰذا یہ اعداد یونہی رہیں گے۔ ۱۶، ۱۸ میں توافق بالنصف ہے لہٰذا ۱۸ کا عدد وفق نکالیں گے جو ۹ ہے اب گویا یہ عدد ۹ ہی ہے اور رؤس کے درمیان نسبت دیکھتے ہوئے ۱۸ کا لحاظ نہ ہوگا۔ بلکہ ۹ کا ہی ہوگا۔ ۴، ۱۵ اور ۱، ۶ میں بھی نسبت تباین ہے۔ لہٰذا یہ اعداد بھی اپنی جگہ ہی رہیں گے اب رؤس کی نسبت دیکھی گئی تو ۴۔۶ میں نسبت توافق ہے تو ان میں سے کسی ایک کا عدد وفق نکال کر دوسرے میں ضرب دے سکتے ہیں یہاں ۶ کا عدد وفق نکالا تو تین ۳ نکلا اب ۴ کو تین میں ضرب دی تو ۱۲ حاصل ہوئے اب ۱۲ اور ۹ میں بھی نسبت توافق بالثلث کی ہے تو ۹ کا عدد وفق نکالا جو ۳ ہے اور ۱۲ کو ۳ میں ضرب دی ۳۶ حاصل آیا۔ اب ۳۶ اور ۱۵ میں بھی توافق بالثلث ہے لہٰذا ۱۵ کے عدد وفق ۵ کو ۳۶ میں ضرب دی تو ۱۸۰ حاصل ہوئے اب اس کو اصل مسئلہ ۲۴ میں ضرب دی تو ۴۳۲۰ چار ہزار تین سو بیس حاصل آیا جو مخرج مسئلہ ہے پھر اسی مضروب ۱۸۰ کو ہر فریق کے حصہ میں ضرب دی گئی تو وہ حاصل آیا جو ہم نے ہر ایک فریق کے نیچے لکھ دیا ہے۔

مسئلہ ۸: اگر کسر ایک سے زائد فریقوں پر ہو اور اعداد میں تباین ہو تو کسی ایک کو دوسرے عدد رؤس میں ضرب دی جائے گی پھر اس کی نسبت دوسرے عدد رؤس سے دیکھی جائے گی اگر تباین کی نسبت ہو تو اس کو دوسرے عدد رؤس سے ضرب دیں گے اور بالآخر جو حاصل ہوگا اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔[4]

مثال۔ مسئلہ ۲۴ ت ۵۰۴۰ المضروب ع ۲۱۰

بیویاں ۔۲۔	دادیاں۔ ۶۔ (۳)	بیٹیاں ۔۱۰۔ (۵)	چچا۔۷۔
۳	۴	۱۶	۱
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰

توضیح = اب ۳۔۲ میں تباین ہے لہٰذا یہ اسی طرح رہیں گے اور ۴۔۶ میں توافق بالنصف ہے تو ۶ کا عدد وفق ۳ نکال لیا گیا۔ اس طرح ۱۶۔۱۰ میں توافق بالنصف ہے تو ۱۰ کا عدد وفق نکال لیا جو ۵ ہے اور ا۔ ۷ میں تباین ہے لہٰذا وہ اپنی جگہ رہا۔ اب ہمارے پاس یہ اعداد رؤس ہیں ۲۔ ۳۔ ۵۔ ۷ یہ سب آپس میں متباین ہیں۔ لہٰذا ۲ کو ۳ میں ضرب دی تو حاصل ۶ ہوا۔ اس کو ۵ میں ضرب دی تو ۳۰ حاصل ہوا۔ اس کو ۷ میں ضرب دی تو حاصل ۲۱۰ دو سو دس آیا۔ اب اس کو ۲۴ اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل پانچ ہزار چالیس

---

1 ...... یہ مثال مسئلہ ۶ کے تحت مذکور تھی جبکہ یہ مسئلہ ۷ کی مثال ہے لہٰذا ہم نے اسے مسئلہ ۷ کے تحت ذکر کر دیا۔... علمیہ

2 ...... حصوں کی تعداد۔ 3 ...... ہر فریق کی تعداد۔

4 ...... "الشريفية" شرح "السراجية"، باب التصحيح، ص ٦٦.

آیا ۵۰۴۰۔اور یہ مخرج مسئلہ ہے، پھر اسی مضروب ۲۱۰ کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دی تو وہ حاصل آیا جو ہر فریق کے نیچے لکھا ہے۔

مسئلہ ۹: استقراء سے[1] یہ بات ثابت ہے کہ چار فریقوں سے زائد پر کسر نہیں آسکتی۔[2] (شریفیہ ص ۷۸)

ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کا اُصول

ہر فریق یا وارثوں کے ہر گروپ کا مجموعی حصہ معلوم کرنے کا طریقہ تو ہم بیان کر چکے ہیں اب اگر ہر گروپ کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کے کئی طریقے ہیں چند ہم ذکر کرتے ہیں۔

① ہر فریق کے حصہ کو (جو اس فریق کو اصل مسئلہ سے ملا ہے) ان کے عدد رؤس پر تقسیم کردیں پھر جو خارج قسمت ہے اُسے اس عدد میں ضرب دیں جس کو تصحیح کے لئے اصل مسئلہ میں ضرب دیا تھا، اب جو حاصل ہوگا وہ اس فریق کے ہر فرد کا حصہ ہوگا۔[3]

مثال۔

مسئلہ ۲۴ ت ۵۰۴۰		المضروب ع ۲۱۰	
بیویاں ۔۲	دادیاں ۔۶	بیٹیاں ۔۱۰	چچا ۔۷
۳	۴	۱۶	۱
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰
لک	لک	لک	لک
۳۱۵	۱۴۰	۳۳۶	۳۰

توضیح = اب اس مسئلہ میں بیویوں کو ۳ ملے جبکہ عدد رؤس ۲ ہے لہٰذا ہم نے ۳ کو دو پر تقسیم کیا تو خارج قسمت $\frac{1}{2}$ ۱ نکلا پھر اس کو المضروب ۲۱۰ میں ضرب دیا تو حاصل ۳۱۵ آیا جو ہر بیوی کا حصہ ہے اس کو قاعدہ کے مطابق فریق کے حصہ کے نیچے لک ۳۱۵ لکھ دیا گیا۔ لِکُ دراصل لکل واحد (ہر ایک کا) کا مخفف ہے۔ اس طرح بیٹیوں کا مجموعی حصہ ۱۶ ہے اور عدد رؤس ۱۰ ہے، لہٰذا ۱۶ کو ۱۰ پر تقسیم کیا گیا $\frac{3}{5}$ ۱ پھر اس کو مضروب ۲۱۰ میں ضرب دیا گیا تو ۳۳۶ حاصل ہوا اور یہی ہر بیٹی کا حصہ ہے یہی عمل تمام فریقوں کے ساتھ کیا جائے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ المضروب کو فریق کے اعداد رؤس پر تقسیم کردیا جائے پھر خارج قسمت کو اسی فریق کے حصہ میں (جو اصل مسئلہ سے ان کو ملا ہے) ضرب دے دیا جائے تو حاصل ہر فرد کا حصہ ہوگا۔ اب مذکورہ مثال ہی کو لے لیں اس میں

---

❶......غور وفکر سے، تجربے سے۔

❷......"الشريفية" شرح "السراجية"، باب التصحيح، ص ٦٧.

❸......المرجع السابق، فصل في معرفة نصيب كل فريق، ص ٦٨.

بیویوں کا حصہ ۳ ہے اور ان کی تعداد ۲ ہے، جب مضروب (جس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تھی) ۲۱۰ کو ۲ پر تقسیم کیا تو ایک سو پانچ ۱۰۵ حاصل ہوا۔ اب اسکو بیویوں کے مجموعی حصے ۳ سے ضرب دی تو ۳۱۵ حاصل ہوا جو ہر بیوی کا انفرادی حصہ ہے یہی عمل دوسرے فریقوں کے ساتھ کیا جائے گا۔ (1)

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کے حصہ کو (جو اصل مسئلہ سے اس کو ملا ہے) ان کے عدد رؤس سے نسبت دیں پھر اس نسبت کے لحاظ سے مضروب سے اس فریق کے ہر فرد کو دے دیں، مثلاً اسی مسئلہ میں جب بیویوں کے حصہ ۳ کو عدد رؤس ۲ سے نسبت دی $\frac{1}{2}$ ا کی نسبت نکلی، اب اسی نسبت کے اعتبار سے مضروب سے ہر بیوی کو دیا تو ۳۱۵ آیا۔ یہی عمل ہر ایک فریق کے ساتھ کیا جائے گا، اس کے علاوہ اور طریقے بھی ہیں جو حساب داں حضرات (2) کے لئے مشکل نہیں۔ (3)

وارثوں اور دوسرے حقداروں میں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ

جو کچھ مال میت نے چھوڑا ہو اس کی تقسیم اسی ترتیب پر ہو گی جس کا ذکر شروع کتاب میں ہوا۔ اب وارثوں اور دوسرے حقداروں میں ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ ذکر کیا جاتا ہے۔

① اگر ترکہ اور تصحیح میں مماثلت ہو تو ضرب وغیرہ کی ضرورت نہیں اور مسئلہ درست ہے۔ (4)

مثال۔

مسئلہ ٦		ترکہ ٦ روپیہ
ماں	باپ	بیٹیاں ۴
۱	۱	۴

توضیح= اب ترکہ یعنی وہ مال جو میت نے چھوڑا ہے اس کا عدد ٦ ہے جو ٦ سے مماثلت رکھتا ہے اس لئے پورا پورا تقسیم ہو گیا۔

مسئلہ ۱: اگر میت کے پاس کچھ نقد روپیہ ہو اور کچھ دوسرا مال تو سب کی مناسب قیمت لگائی جائے پھر تقسیم کیا جائے۔

مسئلہ ۲: اگر ترکے اور تصحیح میں تباین ہو تو وارث کے سہام کو (5) جو اُسے تصحیح سے ملے ہیں کُل ترکے میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو تصحیح سے تقسیم کریں جو جواب ہو گا وہ اس وارث کا حصہ ہے۔ (6)

---

❶ ......"الشریفیة"شرح"السراجیة"، باب التصحیح ،فصل فی معرفة نصیب کل فریق،ص ٦٨.

❷ ......علم حساب کے ماہرین۔

❸ ......"الشریفیة"شرح"السراجیة"، باب التصحیح ،فصل فی معرفة نصیب کل فریق،ص ٦٩.

❹ ......المرجع السابق،ص ٧٠.

❺ ......حصوں کو۔

❻ ......"الشریفیة"شرح"السراجیة"، باب التصحیح ، فصل فی قسمة الترکات...إلخ،ص ٧٠.

مسئلہ ۶			ترکہ ۷ روپے
بنت	بنت	ماں	باپ
۲	۲	۱	۱

توضیح= اس صورت میں تصحیح کا عدد چھ ہے اور ترکہ سات روپیہ ہے چھ اور سات میں تباین ہے اس لئے ایک لڑکی کے حصے یعنی دو کو سات میں ضرب دیا تو حاصل ضرب چودہ ہوا۔ اس کو چھ سے تقسیم کیا تو $\frac{1}{3}$ ۲ روپیہ بیٹی کا حصہ ہوا اور باپ کا ترکہ ایک ہے اس کو ۷ سے ضرب دیا تو ۷ ہوئے اس کو ۶ سے تقسیم کیا تو $\frac{1}{6}$ ۱ روپیہ باپ کا حصہ ہوا۔

مسئلہ ۳: اگر ترکے اور تصحیح میں توافق ہو تو وارث کے سہام کو ترکے کے وفق میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق سے تقسیم کریں جو جواب ہوگا وہ اس وارث کا حصہ ہے۔ (1)

مسئلہ ۶/۲		ترکہ ۱۵ روپے/۵
باپ	ماں	بیٹی
۲	۱	۳

توضیح:۔ تصحیح کا عدد چھ ہے اور ترکہ پندرہ روپیہ۔ چھ اور پندرہ میں توافق بالثلث ہے۔ چھ کا وفق دو ہوا اور پندرہ کا وفق پانچ۔ لہٰذا باپ کے حصے یعنی دو کو پندرہ کے وفق پانچ میں ضرب دیا حاصل ضرب دس ہوا۔ دس کو چھ کے وفق دو سے تقسیم کیا تو پانچ جواب آیا۔ یہ باپ کا حصہ ہے بیٹی کے حصے تین کو پندرہ کے وفق پانچ میں ضرب دیا تو پندرہ ہوا۔ اسے چھ کے وفق دو سے تقسیم کیا تو $\frac{1}{2}$ ۷ بیٹی کا حصہ ہوا۔ ماں کے حصے ایک کو پانچ پر ضرب دیا تو جواب پانچ ہوا۔ اُس کو دو سے تقسیم کیا تو جواب $\frac{1}{2}$ ۲ ہوا، یہ ماں کا حصہ ہے۔

قاعدہ: اگر ترکے اور تصحیح مسئلہ میں تداخل ہو تو چھوٹے عدد سے بڑے عدد کو تقسیم کرنے کے بعد جو جواب آئے گا اس کو اس عدد کا وفق مان کر وہی عمل کیا جائے گا جو توافق کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر ترکے کا عدد تصحیح سے زیادہ ہے تو تصحیح سے ترکے کو تقسیم کرنے کے بعد جو عدد حاصل ہوگا اس کو ہر وارث کے سہام میں ضرب دے دینے سے اس وارث کا حصہ معلوم ہو جائے گا اور اگر تصحیح کا عدد ترکے سے زیادہ ہے تو ترکے سے تصحیح کو تقسیم کر کے جو عدد حاصل ہوگا وہ تصحیح کا وفق ہوگا اس سے ہر وارث کے سہام کو تقسیم کرنے سے اُس وارث کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔ (2)

---

(1)......"الشريفية"شرح"السراجية"، باب التصحيح ،فصل في قسمة التركات...إلخ، ص ۷۰.

(2)......المرجع السابق، ص ۷۱.

مسئلہ ۶ ترکہ ۱۸/۳

اب	ام	بنت
۲	۱	۳

توضیح: تصحیح مسئلہ چھ اور ترکہ اٹھارہ روپیہ میں تداخل ہے تو چھ سے اٹھارہ کو تقسیم کیا تو تین جواب آیا۔ تین کو بیٹی کے حصے یعنی تین سہام کو اٹھارہ کے وفق تین میں ضرب دیا تو نو روپیہ بیٹی کا حصہ ہوگیا۔ اسی طرح دوسرے وارثوں کا نکال دیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۴/۲ ترکہ ۱۲ روپے

اب	ام	بنت	زوجہ
۵	۴	۱۲	۳

توضیح:۔ تصحیح کے عدد چوبیس[۲۴] اور ترکہ کے عدد بارہ[۱۲] میں تداخل ہے تو بارہ سے چوبیس کو تقسیم کیا جواب دو آیا۔ یہ چوبیس کا وفق ہے بیٹی کا حصہ جو بارہ سہام تھا اسے دو سے تقسیم کیا تو لڑکی کا حصہ چھ روپے ہوگیا اور باپ کے پانچ سہام کو دو سے تقسیم کیا تو $۲\frac{۱}{۲}$ روپیہ باپ کا حصہ ہوا۔ ماں کے چار سہام کو دو سے تقسیم کیا تو دو روپیہ ماں کا حصہ ہوا۔ بیوی کے تین سہام کو دو سے تقسیم کیا ڈیڑھ روپیہ بیوی کا حصہ ہوگیا۔

مسئلہ۴: اگر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کو جو کچھ اصل مسئلہ سے ملا ہے تو توافق کی صورت میں اسے ترکہ کے وفق میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ کے وفق پر تقسیم کریں اب جو خارج ہوگا وہ اس فریق کا حصہ ہے۔ (1)

مثال= مسئلہ ۶ تعول الی ۹ (۳) ترکہ ۳۰/ روپے (۱۰)

شوہر	بہنیں۔۴	ماں شریک بہنیں۔۲
۳	۴	۲
۱۰	$۱۳\frac{۱}{۳}$	$۶\frac{۲}{۳}$

توضیح= بہنوں کو اصل مسئلہ سے مجموعی طور پر ۴ ملے تھے ان چار کو ترکہ کے وفق ۱۰ میں ضرب دی تو حاصل ۴۰ آیا۔ اب اس ۴۰ کو وفق مسئلہ پر تقسیم کیا تو خارج قسمت $۱۳\frac{۱}{۳}$ آیا۔ یہی چار بہنوں کے ترکہ سے مجموعی حصہ ہے، یہی حال باقی فریقوں کا ہے۔

مسئلہ۵: اگر تصحیح اور ترکہ میں تباین کی نسبت ہو تو ہر فریق کے حصہ کو کُل ترکہ میں ضرب دیں گے اور حاصل کو کل تصحیح پر تقسیم کردیں گے اب خارج قسمت اس فریق کا مجموعی حصہ ہوگا۔ (2)

---

(1) ......"الشريفية"شرح"السراجية"، باب التصحيح ، فصل في قسمة التركات...إلخ، ص ٧١.

(2) ......المرجع السابق.

مثال= مسئلہ ۶ تعول الی ۹ ترکہ/۳۲ روپے

شوہر	بہنیں ۔۴۔	ماں شریک بہنیں ۔۲۔
۳	۴	۲
۱۰ $\frac{۲}{۳}$	۱۴ $\frac{۲}{۹}$	۷ $\frac{۱}{۹}$

مسئلہ ۶: اگر فریق کے ہر ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔[1] صرف فرق اتنا ہے کہ بجائے فریق کے حصے کو ضرب دینے کے ہر ہر فرد کے حصے کو ضرب دی جائے گی۔

مثال= مسئلہ ۶ تعول الی ۹ (۳) ترکہ/۳۰ روپے (۱۰)

شوہر	بہنیں ۔۴۔	ماں شریک بہنیں ۔۲۔
۳	۴	۲
۱۰	۱۳ $\frac{۱}{۳}$	۶ $\frac{۲}{۳}$
	لک ۳ $\frac{۱}{۳}$	لک ۳ $\frac{۱}{۳}$

توضیح: اب مثال مذکور میں شوہر کا حصہ تو واضح ہے، ایک بہن کا حصہ اگر معلوم کرنا ہو تو ایک بہن کے حصہ کو وفق ترکہ میں ضرب دیں گے یعنی ایک کو دس میں دیں گے تو حاصل دس آیا اب دس کو تین پر تقسیم کیا تو حاصل ۳ $\frac{۱}{۳}$ آیا۔

قرض خواہوں میں مال کی تقسیم

مسئلہ ۱: اگر میت کا مال اتنا ہے کہ ہر قرض خواہ کو اس کا پورا پورا حق مل سکتا ہے جب تو ظاہر ہے کسی تکلف کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر صورت یہ ہو کہ قرض خواہ[2] زائد ہیں اور ترکہ کم ہے اب کسی ایک کو پورا ادا کرنا اور باقی کو کم دینا انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ اس لئے ایک ایسا طریقہ وضع کیا گیا ہے کہ ہر قرض خواہ کو انصاف سے مل جائے، اور وہ یہ کہ ہر قرض خواہ کا دَین بمنزلہ سہم کے تصور کیا جائے اور تمام قرض خواہوں کے قرض کا مجموعہ بمنزلہ تصحیح یعنی مخرج مسئلہ کے تصور کیا جائے اور پھر وہی عمل کیا جائے جو تقسیم ترکہ میں ہوتا ہے۔

مثلاً۔ ایک شخص مر گیا اور ترکہ ۹ روپے چھوڑے جب کہ اس پر ایک شخص کے ۱۰ روپے تھے۔ دوسرے کے ۵ تو مجموعہ ۱۵

---

❶ ...... یعنی مسئلہ ۴: کے تحت جو مذکور ہوا۔ ❷ ...... یعنی میت جن کا مقروض تھا۔

روپے ہوا۔اس کو بمنزلہ مخرج مسئلہ کے کیا،اور ۹۔۱۵ میں توافق بالثلث ہے اب ہم نے دس والے کو (جو ایک شخص کا قرض تھا) ۳ میں (جو وفق ترکہ ہے) ضرب دی تو حاصل تیس آیا اب اس حاصل کو وفق تصحیح (۵) پر تقسیم کیا تو خارج دس والے کا حصہ قرار پایا اور وہ ۶ ہے۔[1]

مثال۔

مسئلہ ۱۵ (۵)	ترکہ ۹ روپے (۳)
قرض زید ۱۰	قرض خالد ۵
۱۰	۵
۶ روپیہ	۳ روپیہ

اس پر قیاس کرتے ہوئے تباین کی صورت کا حل کچھ مشکل نہ ہوگا۔

تخارج کا بیان

اس سے مراد یہ ہے کہ وارثوں میں کوئی یا قرض خواہوں میں سے کوئی تقسیم ترکہ سے پہلے میت کے مال میں سے کسی معین چیز کو لینا چاہے اور اس کے عوض اپنے حق سے دستبردار ہو جائے خواہ وہ حق اس چیز سے زائد ہو یا کم اور اس پر تمام ورثہ یا قرض خواہ متفق ہو جائیں تو اس کا نام فقہ کی اصطلاح میں ''تخارج'' یا ''تصالح'' ہے۔اس صورت میں طریق تقسیم یہ ہے کہ اس شخص کے حصہ کو تصحیح سے خارج کر کے باقی مال تقسیم کر دیا جائے۔[2] (شریفیہ ص ۸۵، درمختار ج ۵ ص ۵۶۵)

مثلاً۔ ایک عورت نے ورثہ میں شوہر، ماں اور چچا چھوڑے، اب شوہر نے کہا میں اپنا حصہ مہر کے بدلہ چھوڑتا ہوں، اس پر باقی ورثہ راضی ہو گئے تو مال اس طرح تقسیم ہوگا۔

مثال۔

مسئلہ ۳	
ماں	چچا
۲	۱

توضیح: اب اصل مسئلہ شوہر کے ہوتے ہوئے ۶ تھا جس میں سے ۳ شوہر کو ملنا تھے اور تہائی۔ ۲۔ ماں کو ملنا تھے، جبکہ ا چچا کا تھا، اس لئے شوہر کا حصہ مہر کے عوض ساقط ہو گیا اور باقی وارثوں کے حصے حسب سابق رہے۔خلاصہ یہ کہ وارثوں کو وہی حصے ملیں گے جو تخارج سے قبل خارج ہونے والے وارث کی موجودگی میں ملتے تھے۔[3] (درمختار ج ۵ ص ۵۶۵)

---

[1] ......''الشريفية''شرح''السراجية''، باب التصحيح، فصل فى قسمة التركات...إلخ، ص ۷۲، ۷۳.

[2] ......''الشريفية''شرح''السراجية''، فصل فى التخارج، ص ۷۳، ۷۴.

[3] ......''الدر المختار''، كتاب الفرائض، باب المخارج، ج ۱۰، ص ۶۰۲.

ردّ کا بیان

مسئلہ۱: ردّ عول کی ضد ہے کیونکہ عول میں حصے مخرج سے زائد ہو جاتے ہیں اور مخرج مسئلہ میں اضافہ کرنا پڑتا ہے جب کہ ردّ میں حصے گھٹ جاتے ہیں اور مخرج مسئلہ میں کمی کرنا پڑتی ہے، اب اگر یہ صورت واقع ہو کہ مخرج سے اصحاب فرائض کو انکے مقررہ حصوں کے دینے کے بعد بھی کچھ بچ جائے اور کوئی عصبہ بھی موجود نہ ہو تو باقی ماندہ کو اصحاب فرائض پر اُن کے حصوں کی نسبت سے دوبارہ تقسیم کیا جائے گا۔[1] (شریفیہ ص ۸۶، عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۹، درمختار ج ۵ ص ۵۴۷، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۷)

مسئلہ۲: شوہر اور بیوی پر ردّ نہیں کیا جائے گا، جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔[2] (شریفیہ ص ۸۶ و محیط سرخسی بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۹، درمختار ج ۵ ص ۵۴۷، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۷)

اس زمانے میں بیت المال کا نظام نہیں ہے اس لئے زوجین[3] پر ردّ کر دیا جائے گا جب کہ اور کوئی وارث نہ ہو۔[4] (شامی و درمختار ج ۵ ص ۶۸۹)

مسئلہ۳: ردّ کے مسائل چار اقسام پر مشتمل ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ مسئلہ میں ان وارثوں میں سے جن پر ردّ ہوتا ہے صرف ایک قسم ہو اور جن پر ردّ نہیں ہوتا ہے یعنی (زوجین) میں سے کوئی نہ ہو اس صورت میں مسئلہ انکے عدد رؤس سے کیا جائے گا کیونکہ مال سب کا سب انہی کو دینا ہے اور چونکہ رؤس و مخرج میں تماثل ہے اس لئے مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔[5] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۹، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۷)

مثال۔۱۔ بالرد مسئلہ ۲

بیٹی	بیٹی
۱	۱

مثال۔۲۔ بالرد مسئلہ ۲

بہن	بہن
۱	۱

مسئلہ۴: اگر مسئلہ میں ایک سے زائد اجناس[6] ان وارثوں کی ہیں جن پر رد ہوتا ہے اور جن پر ردنہیں ہوتا ہے وہ نہیں ہیں تو مسئلہ ان کے سہام سے کیا جائے گا۔[7] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۹، درمختار ج ۵ ص ۵۴۷، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۷)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الفرائض، الباب الرابع عشر فى الردّ وهو ضدّ العول، ج٦، ص ٤٦٩.
و"الشريفية" شرح "السراجية"، باب الردّ، ص ٧٤، ٧٥.

2 ...... "الشريفية" شرح "السراجية"، باب الردّ، ص ٧٤، ٧٥.

3 ...... یعنی میاں بیوی۔

4 ...... "الدر المختار" و"ردالمحتار"، كتاب الفرائض، باب العول، ج ١٠، ص ٥٧٠.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الفرائض، الباب الرابع عشر فى الردّ وهو ضدّ العول، ج٦، ص ٤٦٩.

6 ...... اقسام۔

7 ...... "الدر المختار" و"ردالمحتار"، كتاب الفرائض، باب العول، ج ١٠، ص ٥٧٢.

مثال ۔۱۔ بالرد مسئلہ ۲

ماں شریک بہن	دادی
۱	۱

توضیح= اس مسئلہ میں دادی کا حصہ چھٹا ہے اور ماں شریک بہن کا بھی یہی ہے، مسئلہ اگر ۶ سے کیا جاتا ہے تو ہر ایک کو ایک ایک ملتا اور ۴ بچتے، اس لئے مسئلہ انکے سہام یعنی ۲ سے کر دیا گیا۔

مثال ۔۲۔ مسئلہ ۳

ماں شریک بہنیں ۔۲۔	ماں
۲	۱

توضیح= چونکہ ماں شریک بہنیں دو ہیں، اس لئے انکا مقررہ حصہ ثلث $\frac{۱}{۳}$ ہے، جبکہ ماں کا حصہ چھٹا ہے۔ اب اگر مسئلہ ۶ سے کیا جائے تو بہنوں کو چھ میں سے ۲ ملتے ہیں اور ماں کو ایک ۔ لہٰذا ان کے مجموعی سہام [1] ۳ ہوئے پس بجائے اس کے کہ ۶ سے مسئلہ کریں ۳ ہی سے کر دیا۔ اس طرح فرض حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچا وہ بھی انہی کی طرف ردّ ہو گیا۔

مثال ۔۳۔ بالرد مسئلہ ۴

بیٹی	پوتی
۳	۱

توضیح: اصل مسئلہ ۶ سے تھا جن میں سے نصف (یعنی ۳) بیٹی کا ہے اور چھٹا یعنی ایک پوتی کا ہے تو کل حصے ۴ ہوئے انہی سے مسئلہ کر دیا گیا۔

مثال ۔۴۔ بالرد مسئلہ ۵

بیٹی ۔۲۔	ماں
۴	۱

توضیح: چونکہ بیٹیاں ۲ ہیں ان کو چھ کا دو تہائی یعنی ۴ ملنا ہے جب کہ ماں کو ایک ملے گا اس طرح مجموعی سہام ۵ بنتے ہیں اور انہی سے مسئلہ کر دیا گیا۔

مثال ۔۵۔ بالرد مسئلہ ۵

بیٹی	پوتی	ماں
۳	۱	۱

---

[1] ..... کل حصے۔

مثال۔۶۔ بالرد مسئلہ ۵

بہن	ماں شریک بہنیں ۲
۳	۲

مسئلہ ۵: اگر من یرد علیہ[1] کی ایک جنس ہو اور من لایُرد علیہ بھی ہوں تو من لایُرد علیہ[2] کا حصہ پہلے اس کے اقل مخارج سے دیا جائے گا اور اس مخرج سے جو بچے گا اس کو من یرد علیہ کے رؤس پر تقسیم کر دیا جائے گا اب اگر یہ باقی انکے رؤس پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تب تو ضرب وغیرہ کی ضرورت نہیں جیسا کہ آگے آئے گا۔[3] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۷۰، درمختار ج ۵ ص ۵۴۷، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۷)

مثال۔۱۔ بالرد مسئلہ ۴

شوہر	بیٹیاں ۔۳۔
۱	۳

توضیح = جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، اس مسئلہ میں شوہر من لایُرد علیہ میں سے ہے جب کہ بیٹیاں من یُرد علیہ میں سے ہیں۔ اب شوہر کے لئے دو مخرج تھے ایک نصف اور دوسرا ربع، ربع اقل مخارج ہے۔ پس ہم نے ۴ سے مسئلہ کیا اور شوہر کا حصہ دے دیا۔ اب ۳ بچے تو ان کے من یرد علیہ یعنی بیٹیوں کے عدد رؤس ۳ پر تقسیم کر دیا گیا جو پورا تقسیم ہو گیا، لہٰذا مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۶: اگر من لایرد علیہ کو انکے اقل مخارج سے دینے کے بعد باقی ماندہ من یرد علیہ کے رؤس پر پورا تقسیم نہ ہو بلکہ اس میں اور ان کے اعداد رؤس میں نسبت توافق ہو تو انکے عدد رؤس کے وفق کو من لایرد علیہ کے مخرج مسئلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصل کو مخرج مسئلہ قرار دیا جائے گا۔[4]

مثال۔۱۔ ~~مسئلہ ۴~~ ۸

شوہر	بیٹیاں ۶ (۲)
۱/۲	۳/۶

توضیح = یہاں من لایرد علیہ میں سے شوہر ہے جس کا اقل مخرج ۴ ہے لہٰذا مسئلہ ۴ سے ہی کیا گیا اور شوہر کو ایک دے دیا اب ۳، چھ پر پوری طرح تقسیم نہیں ہوتا، لہٰذا ہم نے ۳ اور ۶ میں نسبت دیکھی تو وہ تداخل کی ہے جو حکم توافق میں ہے، اب بیٹیوں کے رؤس کا عدد وفق ۲ ہے، ۲ کو شوہر کے مخرج مسئلہ ۴ سے ضرب دی تو حاصل ۸ آیا، پھر اسی دو کو شوہر کے حصہ میں ضرب دی تو حاصل ۲ آیا اور بیٹیوں کے حصہ میں ضرب دی تو حاصل ۶ آیا اور ہر لڑکی کو ایک ایک ملا۔

---

1 ......یعنی جس پر رد ہوتا ہے۔ 2 ......یعنی جس پر رد نہیں ہوتا ہے۔

3 ......"الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج۱۰، ص۵۷۲.
و"الشريفية" شرح "السراجية"، باب الردّ، ص۷۸.

4 ......"الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب العول، ج۱۰، ص۵۷۳.

مسئلہ ۷: اگر من لا یردعلیہ کے دینے کے بعد باقی ماندہ[1] میں اور من یردعلیہ کے رؤوس میں نسبت تباین ہو تو کل عدد رؤوس کو من لا یردعلیہ کے مخرجِ مسئلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصل ضرب مخرجِ مسئلہ ہوگا۔[2]

مثال۔ مسئلہ ۴ء ۲۰

شوہر	بیٹیاں ۵
۱	۳
۵	۱۵

توضیح= شوہر کا حصہ ادا کرنے کے بعد ۳ اور ۵ میں تباین ہے، لہٰذا ۵ کو ۴ میں ضرب دیا تو حاصل بیس آیا جو مخرج مسئلہ بنایا گیا ہے پھر اس ۵ کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دے دی۔ ع

مسئلہ ۸: مسائل ردّ میں چوتھی قسم یہ ہے کہ من لا یردعلیہ کے ساتھ من یردعلیہ کی دو جنسیں ہوں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ من لا یردعلیہ سے باقی ماندہ کو مسئلہ من یردعلیہ پر تقسیم کیا جائے اگر پورا تقسیم ہو جائے تو ضرب کی ضرورت نہیں اور اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ بیوی کو چوتھائی ملتا ہو اور باقی من یردعلیہ پر اثلاثاً[3] تقسیم ہو رہا ہو[4]۔

مثال۔ بالرد مسئلہ ۴ (۴۸

بیوی	دادیاں ۔۴۔	ماں شریک بہنیں ۔۶۔
۱	۱	۲
۱۲	۱۲	۲۴

توضیح= یہاں بیوی کو چوتھائی دیا گیا ہے اور مسئلہ ۴ سے کیا گیا ہے اور من یردعلیہ کا مسئلہ الگ کیا گیا ہے وہ اس طرح کہ اگر صرف دادیاں اور ماں شریک بہنیں ہوتیں تو مسئلہ بالرد ۳ ہوتا جن میں سے ۲ بہنوں کو اور ایک دادی کو ملتا۔ اب من یردعلیہ کا مسئلہ ۳ سے ہے اور من لا یردعلیہ کا حصہ دے کر ۳ بچتے ہیں لہٰذا اب ضرب کی ضرورت نہیں لیکن دادیوں پر ایک پورا تقسیم نہیں ہوتا جبکہ بہنوں پر ۲ پورے تقسیم نہیں ہوتے، دادیوں کے سہام اور اعداد رؤوس میں تباین ہے لہٰذا ان کو اپنے حال پر رکھا گیا جب کہ بہنوں کے سہام اور اعداد رؤوس میں توافق ہے لہٰذا بہنوں کا عدد وفق نکالا گیا جو ۳ ہے اب ہمارے پاس یہ اعداد رؤوس ہیں: ۴،۱، ۳ جو سب متباین ہیں۔ لہٰذا ہم نے بہنوں کے اعداد رؤوس کے وفق کو دادیوں کے کُل اعداد رؤوس میں ضرب دیا تو حاصل ۱۲ آیا۔ پھر

---

1 ...... بچا ہوا۔

2 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الفرائض، باب العول، ج ١٠، ص ٥٧٢.

و "الشريفية" شرح "السراجية"، باب الردّ، ص ٧٨.

3 ...... یعنی تین حصوں میں۔

4 ...... "السراجی"، باب الردّ، ص ٢٨.

اس حاصل کو من لا یرد علیہ کے مسئلہ ۴ سے ضرب دی تو حاصل اڑتالیس ۴۸ آیا پھر اسی بارہ ۱۲ سے ہر فریق کے حصہ کو ضرب دی تو جو حاصل آیا وہ ہر ایک فریق کا حصہ ہے جیسا کہ آپ مثال میں دیکھ رہے ہیں۔

مسئلہ ۹: اگر من لا یرد علیہ کا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ من یرد علیہ کے مخرج مسئلہ پر پورا تقسیم نہ ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ من یرد علیہ کے کل مسئلہ کو من لا یرد علیہ کے مسئلہ میں ضرب دیں اب جو حاصل ہوگا وہ دونوں فریقوں کا مخرج مسئلہ ہوگا۔(1)

مثال۔ بالرد مسئلہ ۵×۸ / ۳۶×۴۰ / ۱۴۴۰ المضروب ع۵ المضروب ع۳۶

بیویاں ۔۴۔	بیٹیاں ۔۹۔	دادیاں ۔۶۔	
۱ / ۵	۴ / ۲۸	۱ / ۷	
۱۸۰ / لک ۴۵	۱۰۰۸ / لک ۱۱۲	۲۵۲ / لک ۴۲	(لک۔ لکل واحد)

توضیح= اصولی طور پر یہ مسئلہ ۲۴ سے ہونا تھا کیونکہ آٹھواں دو تہائی اور چھٹے کے ساتھ آرہا ہے لیکن حصے بچتے تھے اس لئے مسئلہ رد کا ہوگیا تو پہلے بیویوں کو ان کے اقل مخارج ۸ سے حصہ دیا پھر من یرد علیہ کا مسئلہ الگ حل کر کے دیکھا تو وہ ۵ ہو رہا ہے۔ جس میں سے ۴ بیٹیوں کے حصہ میں آرہے ہیں اور ایک دادی کے، اب بیویوں کا حصہ نکالنے کے بعد ۷ بچے جو ۵ پر پورے تقسیم نہیں ہوتے، اب من لا یرد علیہ کے باقی ماندہ ۷ اور مسئلہ من یرد علیہ ۵ میں تباین ہونے کی وجہ سے مسئلہ من یرد علیہ ۵ کو کل مسئلہ من لا یرد علیہ میں ضرب دی تو حاصل چالیس ۴۰ آیا جو فریقین کا مخرج مسئلہ ہے۔ اب ان میں سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ من لا یرد علیہ کے سہام کو (2) مسئلہ من لا یرد علیہ میں ضرب دیں جیسے یہاں ایک کو ۵ سے ضرب دی تو حاصل ۵ آیا یہ من لا یرد علیہ کا حصہ ہے اور من یرد علیہ میں سے ہر فریق کے حصہ کو مسئلہ من لا یرد علیہ کے باقی ماندہ سے ضرب دی جائے گی تو بیٹیوں کو ۴ ملے تھے انہیں جب ۷ میں ضرب دی گئی تو حاصل ۲۸ آیا جو بیٹیوں کا مجموعی حصہ ہے، اور دادیوں کے حصے کو جب سات میں ضرب دی تو ۷ آیا یہ دادیوں کا مجموعی حصہ ہے اب اگر ہر فریق یا بعض کے حصے انکے رؤس پر (3) پوری طرح تقسیم نہ ہوتے ہوں تو وہی عمل دہرایا جائے گا جو تصحیح کے باب میں ہم بیان کر آئے ہیں، مثلاً اسی مسئلہ میں بیویوں کی تعداد ۴ اور انکے حصے ۵ ہیں جن میں تباین ہے اس لئے ان اعداد کو یونہی رکھا گیا۔ بیٹیاں ۹ ہیں اور ان کے حصے ۲۸ ان میں بھی تباین کی نسبت ہے لہٰذا یہ بھی اپنی جگہ رہے اور یہی حال دادیوں کا ہے اب صرف رؤس کے درمیان نسبت تلاش کی تو دادیاں ۶ اور بیویاں ۴ ہیں۔ ان میں توافق بالنصف ہے

---

(1)...."السراجی"، باب الرد، ص ۲۸.

(2)....حصوں کو۔ (3)....یعنی ان کی تعداد پر۔

لہٰذا ہم نے ۴ کے نصف ۲ کو ۶ میں ضرب دی تو حاصل ۱۲ آیا۔ اور یہ عدد بیٹیوں کی تعداد ۹ سے توافق بالثلث کی نسبت رکھتا ہے لہٰذا ۱۲ کے ثلث ۴ کو ۹ میں ضرب دی تو حاصل ۳۶ آیا اس کو ۴۰ میں ضرب دی تو حاصل ایک ہزار چار سو چالیس آیا۔ پھر اسی مضروب سے ہر فریق کے حصوں کو ضرب دی بیویوں کے حصے ۵ کو ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل ایک سواسی ۱۸۰ آیا، جب اس کو ۴ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کو ۴۵ ملا۔ بیٹیوں کے حصہ ۲۸ کو جب ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل ایک ہزار آٹھ آیا۔ اس کو ۹ پر تقسیم کیا ہر لڑکی کو ۱۱۲ ملا پھر دادیوں کے حصے ۷ کو ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل دو سو باون آیا اور اس کو ۶ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کا حصہ بیالیس نکلا۔[1] (تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۸)

مُناسَخہ کا بیان

یہ لفظ نسخ سے نکلا ہے۔ جس کے معنی بدلنے کے ہیں اور فرائض کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ میت کے ترکہ کی تقسیم سے قبل ہی اگر کسی وارث کا انتقال ہو جائے تو اس کا حصہ اس کے وارثوں کی طرف منتقل کر دیا جائے۔[2] (شریفیہ ص ۱۰۴، عالمگیری ج ۶ ص ۴۷۰)

مسئلہ ۱: اگر دوسری میت کے وُرَثہ بعینہٖ وہی ہیں جو پہلی میت کے تھے اور تقسیم میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا ہے تو ایک ہی مرتبہ تقسیم کافی ہوگی کیونکہ تکرار بے کار ہے۔[3]

مثال = مسئلہ ۷

بیٹے ۲	بیٹیاں ۳
۴	۳

اب ان بیٹیوں میں سے اگر کوئی مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو سوائے حقیقی بھائی اور بہنوں کے تو اب ظاہر ہے کہ ان کے درمیان ترکہ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے گا اور اس طرح ان کے حصوں میں تقسیم کے اعتبار سے کچھ فرق نہ ہوگا لہٰذا بجائے اس کے کہ ہم دوبارہ علیحدہ مسئلہ کی تصحیح کریں ہم نے شروع سے مال اس طرح تقسیم کیا کہ مرنے والی بیٹی کو بالکل ساقط کر دیا۔ جیسے مثال سابق کو اس طرح حل کریں گے۔

مثال = مسئلہ ۶

بیٹے ۲	بیٹیاں ۲
۴	۲

1 ...... "التبيين الحقائق"، كتاب الفرائض، ج۷، ص ۵۰۵.

2 ...... "الشريفية" شرح "السراجية"، باب المناسخة، ص ۹۰.

3 ...... المرجع السابق.

یعنی اب بیٹیاں بجائے ۳ کے دو ہی ہیں اور مرنے والی بیٹی کا ترکہ از خود اس کے بھائیوں اور بہنوں پر منقسم ہوگا۔

مسئلہ ۲: اگر دوسری میت کے ورثہ پہلی میت کے ورثہ سے مختلف ہیں تو اس کی تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے پہلی میت کا ترکہ بیان کردہ اصولوں کے مطابق تقسیم کیا جائے پھر دوسری میت کا ترکہ بھی اصول مذکورہ کی روشنی میں تقسیم کریں، اب مناسخہ کا عمل شروع ہوگا اور وہ یہ ہے کہ دوسری میت کے مسئلہ کی تصحیح اور اس کے مافی الید (یعنی جو حصہ اس کو پہلی میت سے ملا ہے) میں تین حالتوں میں سے کوئی حالت ہوگی ① یا ان دونوں میں نسبت تماثل ہوگی ② یا توافق ہوگی ③ یا تباین ہوگی۔ اگر نسبتِ تماثل ہے تب تو ضرب کی ضرورت نہیں بلکہ پہلی تصحیح بمنزلہ اصل مسئلہ کے ہو جائے گی اور دوسری تصحیح کے ورثہ گویا پہلی تصحیح کے ورثہ بن جائیں گے۔ اس طرح دونوں میتوں کے وارثوں کا مخرج مسئلہ ایک ہی رہے گا اور اگر نسبت توافق ہو تو تصحیح ثانی کے عدد وفق کو پہلی تصحیح کے کُل میں ضرب دی جائے گی اور اگر نسبت تباین ہو تو تصحیح ثانی کو تصحیح اول میں ضرب دی جائے گی۔ اب جو حاصل آئے گا وہ دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا پھر ان دونوں آخری صورتوں میں پہلی تصحیح کے ورثہ کے حصوں کو دوسری تصحیح کے کُل یا وفق میں ضرب دی جائے گی، جبکہ دوسری تصحیح کے ورثہ کو مافی الید کے کُل یا وفق میں ضرب دی جائے گی۔ [1]

مسئلہ ۳: اگر مافی الید اور تصحیح ثانی میں نسبت تداخل ہو تو چھوٹے عدد کو کسی سے ضرب نہیں دی جائے گی بڑے عدد کے وفق سے ضرب دی جائے گی۔

مسئلہ ۴: اگر دوسرے کے بعد تیسرا چوتھا (آگے تک) مرتا رہے تو یہی اصول جاری ہوں گے صرف یہ خیال رہے کہ پہلی اور دوسری تصحیح کا مبلغ، پہلے مسئلہ کی تصحیح کے قائم مقام ہوگا اور تیسرا بمنزلہ دوسری تصحیح کے ہوگا۔ [2] وعلیٰ ھٰذا القیاس۔

مثال۔۱

بالرد مسئلہ ۴×۴ / ۲×۱۶ / ۴×۳۲ / ۱۲۸

ماں		بیٹی		شوہر
عظیمہ		کریمہ		حامد
۱		۳		۱
۳		۹		۴
۲				

① ....."الشریفیة" شرح "السراجیة"، باب المناسخة، ص ۹۱۔۹۴.

② .....السراجي، باب المناسخة، ص ۳۴.

۲۔ مسئلہ ۴ — تماثل — حامد

بیوی	باپ	ماں
حلیمہ	عمرو	رحیمہ
۱	۲	۱
۲	۴	۲
۸	۱۶	۸

۳۔ مسئلہ ۲/۶ — توافق بالثلث — کریمہ مف ۹/۳ (مف ـ مافی الید کا مخفف ہے)

بیٹی	بیٹا	بیٹا	نانی
رقیہ	خالد	عبداللہ	عظیمہ
۲	۲	۲	۱
۳	۶	۶	۳
۱۲	۲۴	۲۴	

۴۔ مسئلہ ۲/۴ — تباین — عظیمہ ع ۹ (مف ـ مافی الید کا مخفف ہے)

شوہر	بھائی		بھائی
عبدالرحمٰن	عبدالرحیم	(۱)	عبدالکریم
۱	۱		۱
۲	۹		۹
۱۸			

المبلغ ۱۲۸

الأحیــــــــــــــــــــــــــــــاء

حلیمہ	عمرو	رحیمہ	رقیہ	خالد	عبداللہ	عبدالرحمٰن	عبدالرحیم	عبدالکریم
۸	۱۶	۸	۱۲	۲۴	۲۴	۱۸	۹	۹

توضیح = اصطلاح میں ایک میت کے ورثہ کو ایک بطن کہتے ہیں۔ اب یہ مسئلہ چار بطون پر مشتمل ہے۔ بطن اوّل میں مسئلہ ردّ کا ہے۔ $\frac{1}{4}$ حصہ شوہر کو، $\frac{1}{2}$ بیٹی کو اور $\frac{1}{6}$ ماں کو۔ حسب قاعدہ شوہر کو اقلِّ مخارج یعنی ۴ سے حصہ دیا گیا پھر ماں اور بیٹی کا مسئلہ الگ کیا تو ۶ سے ہوا، اس میں سے نصف یعنی ۳ بیٹی کو اور چھٹا یعنی ۱۔ ماں کو دیا۔ اب انکے حصوں کو بمنزلہ رؤس کے قرار

دیا گیا اوران کی نسبت شوہر کا حصہ الگ کرنے کے بعد باقی مسئلہ سے کی تو تباین کی نسبت نکلی کیونکہ ۳ اور ۴ میں تباین ہے پھر چار کو چار سے ضرب دی تو حاصل ۱۶ آیا اب جن پر رد کیا جاتا ہے انکے سہام کو ان لوگوں کے سہام میں ضرب دیا جن پر رد نہیں کیا جاتا ہے تو حاصل چار آیا اور جن پر رد کیا جاتا ہے انکے سہام کو جن لوگوں پر رد نہیں کیا جاتا انکے باقی میں ضرب دی یعنی ۳۔ تو بیٹی کو ۹ ملے اور ماں کو ۶ ملے پھر شوہر کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنی دوسری بیوی اور باپ اور ماں چھوڑے۔ مسئلہ چار سے کیا چوتھائی بیوی کو دیا اور باقی ماندہ کا ایک تہائی ماں کو دیا اور باقی ۲ بطور عصوبت [1] باپ کو دیئے، اب چونکہ مخرج مسئلہ ثانی ۴ اور مافی الید ۴ میں مماثلت ہے اسلئے ضرب کی کوئی ضرورت نہیں اور دونوں مسئلوں کا مخرج وہی سولہ رہا جو پہلے تھا۔ پھر کریمہ کا انتقال ہوا اس نے ایک بیٹی دو بیٹے اور نانی چھوڑی، مسئلہ ۶ سے ہوا ایک بیٹی کو ایک دادی کو ملا اور دو دو ہر بیٹے کے حصہ میں آئے۔ اب مافی الید ۹ اور مسئلہ ۶ میں توافق بالثلث ہے تو چھ کے وفق یعنی ۲ کو پہلے مسئلے سے ضرب دی تو حاصل بتیس آیا پھر اسی دو کو بطن نمبر ۲ کے ورثہ کے حصوں میں ضرب دی اور مافی الید کے وفق یعنی ۳ سے بطن نمبر ۳ کے ورثہ کے حصوں کو ضرب دی۔ اب عظیمہ کا انتقال ہوا اس نے شوہر اور ۲ بھائی چھوڑے مسئلہ ۲ سے ہوا جن میں ایک شوہر کو ملا اور چونکہ ایک دو بھائیوں پر پورا منقسم نہیں ہوتا تھا اس لئے عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ۴ آیا پھر اسی مضروب کو ہر ایک کے حصے میں ضرب دے دی اب مافی الید ۹ اور مسئلہ ۴ میں نسبت تباین ہے لہٰذا ۴ کو ۳۲ سے ضرب دی تو حاصل ایک سو اٹھائیس آیا۔ پھر اس چار کو اوپر والے بطون کے ورثہ کے حصوں سے ضرب دی اور ۹ کو اسی میت کے ورثہ سے ضرب دی۔

فائدہ: یہ خیال رہے کہ ضرب صرف انہی ورثہ کے حصوں میں دی جائے گی جو زندہ ہوں اور جو مُردہ ہو چکے ہیں ان کو ایک مربع خانہ میں محصور کر دیا جائے گا تاکہ ضرب دیتے وقت غلطی کا امکان نہ رہے۔ مناسخہ میں ورثہ کے نام ضرور لکھے جائیں خواہ فرضی کیوں نہ ہوں، اس لئے کہ جب ان میں سے بعض ورثہ کا انتقال ہوگا تو ان کے باہمی رشتہ کے تعین میں آسانی ہوگی۔ نیز اختتام عمل پر لفظ الاحیاء المبلغ لکھ کر جو زندہ وارث ہوں ان کے مجموعی حصص [2] لکھے جائیں گے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی شخص کئی بطون سے [3] مختلف حصے پاتا ہے۔ مثلاً خالد نے بطن اول سے ۲ بطن ثانی سے ۴ بطن ثالث سے ۶ حصے پائے تو اب الاحیاء کے نیچے اس کا نام لکھ کر ۱۲ لکھیں گے اس طرح عمل مناسخہ تکمیل کو پہنچے گا۔

ذوی الارحام کا بیان

مسئلہ ۱: اگرچہ ذوی الارحام کے معنی مطلق رشتہ داروں کے ہیں لیکن اصحاب فرائض کی اصطلاح میں اس سے مراد

---

1. یعنی عصبہ ہونے کی وجہ سے۔ 2. کل حصے۔ 3. یعنی کئی میتوں سے۔

صرف وہ رشتہ دار ہیں جو نہ تو اصحاب فرائض میں سے ہیں اور نہ ہی عصبات میں سے ہیں۔[1] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۸، سراجی ص ۳۴، شامی ج ۵ ص ۶۹۳)

مسئلہ ۲: ذوی الارحام کی چار اقسام ہیں: ① پہلی قسم میں وہ لوگ ہیں جو میت کی اولاد میں ہوں۔ یہ بیٹیوں یا پوتیوں کی اولاد ہے۔ ② دوسری قسم، یہ وہ لوگ ہیں جن کی اولاد خود میت ہے یہ جد فاسد یا جدہ فاسدہ ہے خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ ③ تیسری قسم، یہ وہ لوگ ہیں جو میت کے ماں باپ کی اولاد میں ہوں جیسے حقیقی بھائیوں کی بیٹیاں یا علاتی[2] بھائیوں کی بیٹیاں اور اخیافی[3] بھائیوں کے بیٹے بیٹیاں اور ہر قسم کی بہنوں کی اولاد۔ ④ چوتھی قسم، یہ وہ لوگ ہیں جو میت کے دادا دادی، نانا نانی کی اولاد میں ہوں۔ جیسے باپ کا ماں شریک بھائی اور اس کی اولاد، پھوپھیاں اور ان کی اولاد، ماموں اور ان کی اولاد، خالائیں اور ان کی اولاد اور ماں باپ دونوں یا باپ کی طرف سے چچاؤں کی بیٹیاں یا ان کی اولاد۔[4] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹)

مسئلہ ۳: ان میں ترتیب یہی ہے کہ پہلی قسم کے ہوتے ہوئے دوسری قسم کے ذوی الارحام وارث نہ ہوں گے اور دوسری قسم کے ہوتے ہوئے تیسری قسم کے وارث نہ ہوں گے۔ تیسری قسم کے ہوتے ہوئے چوتھی قسم کے وارث نہ ہوں گے۔[5] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹، کافی بحوالہ عالمگیری، شامی ج ۵ ص ۶۹۳)

مسئلہ ۴: ذوی الارحام اسی وقت وارث ہوں گے جب کہ اصحاب فرائض میں سے وہ لوگ موجود نہ ہوں جن پر مال دوبارہ رد کیا جاسکتا ہو اور عصبہ بھی نہ ہو۔[6] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹)

مسئلہ ۵: اس پر اجماع ہے کہ زوجین کی وجہ سے ذوی الارحام مجوب نہ ہوں گے یعنی زوجین کا حصہ لینے کے بعد ذوی الارحام پر تقسیم کیا جائے گا۔[7] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹)

مسئلہ ۶: پہلی قسم کے ذوی الارحام میں میراث کا زیادہ مستحق وہ ہے جو میت سے اقرب ہو جیسے نواسی، پر پوتی سے زیادہ مستحق ہے۔[8]

مسئلہ ۷: اگر قربِ درجہ میں سب برابر ہیں تو ان میں سے جو وارث کی اولاد ہے وہ زیادہ مستحق ہے خواہ وہ عصبہ کی اولاد ہو یا صاحب فرض کی ہو، جیسے پر پوتی نواسی کے بیٹے سے زیادہ مستحق ہے اور پوتی کا بیٹا نواسی کے بیٹے سے زیادہ مستحق ہے۔[9] (کافی بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹، شامی ج ۵ ص ۶۹۳)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج٦، ص٤٥٨.

2 ...... باپ شریک۔

3 ...... ماں شریک۔

4 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج٦، ص٤٥٨.

5 ...... المرجع السابق، ص٤٥٩.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... المرجع السابق.

9 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۸: اگر قرب میں [1] سب برابر ہوں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہ ہو یا سب وارث کی اولاد ہوں تو مال سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا جب کہ تمام ذوی الارحام مرد ہوں یا تمام عورتیں ہوں اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں ہوں تو لِلذَّکرِ مِثلُ حَظِّ الاُنثَیین کے مطابق تقسیم ہوگا۔اس حکم پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے جب کہ ان ذوی الارحام کے آباوامہات [2] ذکورۃ وانوثت کی صفت میں متفق ہوں۔ [3]

مسئلہ ۹: اگر اصول کی صفات ذکورت وانوثت کے اعتبار سے [4] مختلف ہوں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک ابدان فروع کا اعتبار ہوگا اور مال انکے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ بشرطیکہ وہ سب مرد ہوں یا سب عورتیں ہوں اور اگر ملے جلے ہوں تو لِلذَّکرِ مِثلُ حَظِّ الاُنثَیین کے مطابق تقسیم ہوگا۔ [5]

مثال۔۱۔ مسئلہ ۳

نواسہ	نواسی
۲	۱

توضیح: اب چونکہ یہاں صفت اُصول متفق ہے یعنی دونوں بیٹی کی اولاد ہیں تو مال کی تقسیم باعتبار ابدان ہوگی۔یعنی نواسہ مرد ہونے کی وجہ سے بمنزلہ دوعورتوں کے ہے گویا کُل ۳ وارث ہوئے تو مال کے تین حصہ کرلئے گئے۔دو حصے نواسے کو اور ایک حصہ نواسی کو دے دیا گیا۔ [6] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹،شامی ج ۵ ص ۶۹۴)

مثال۔۲۔ مسئلہ ۳

نواسی کے بیٹے کا بیٹا (ابن ابن بنت بنت)	نواسی کی بیٹی کی بیٹی (بنت بنت بنت بنت)
۲	۱

توضیح= اب چونکہ اصول دونوں کے متفق ہیں یعنی مونث ہیں تو اب مال وارثوں کے ابدان کے اعتبار سے تقسیم ہوگا یعنی مرد کو دوگنا اور عورت کو اکہرا [7] ملے گا۔ [8]

مثال۔۳۔ مسئلہ ۲

نواسی کی بیٹی (بنت بنت بنت)	نواسہ کی بیٹی (بنت ابن بنت)
۱	۱

---

1 ......یعنی رشتہ داری کے تعلق میں۔ 2 ......یعنی اصول۔

3 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الفرائض،الباب العاشرفی ذوی الارحام،ج۶،ص۴۵۹.

4 ......یعنی مردوعورت ہونے کے اعتبار سے۔

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الفرائض،الباب العاشرفی ذوی الارحام،ج۶،ص۴۵۹.

6 ......المرجع السابق.

7 ......یعنی ایک حصہ۔

8 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الفرائض،الباب العاشرفی ذوی الارحام،ج۶،ص۴۵۹.

توضیح= اس صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے نزدیک ابدان کا اعتبار کرتے ہوئے مال ان کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کردیا جائے گا۔[1]

مثال۔۴۔ مسئلہ۴

نواسہ کی بیٹی نفر۲	نواسی کا بیٹا ایک نفر
۲	۲

توضیح= اس صورت میں بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے نزدیک وارثوں کے ابدان کا اعتبار کرکے نواسی کے بیٹے کو نواسے کی دونوں بیٹیوں کے برابر قرار دے کر، دو نواسی کے بیٹے کو اور ایک ایک نواسے کی دونوں بیٹیوں کو دیا جائے گا۔[2]

فائدہ: ذوی الارحام کے بارے میں امام اسیجابی نے مبسوط میں فرمایا کہ ابو یوسف (رحمۃ اللہ تعالی علیہ) کا قول اصح ہے کیونکہ وہ سہل تر ہے۔ صاحب محیط کا بیان ہے کہ بخارا کے مشائخ[3] نے ان مسائل میں ابو یوسف کے قول پر ہی فتویٰ دیا ہے۔[4] (کافی بحوالہ عالمگیری ج۶ ص ۴۶۰، بحرالرائق ج۸ ص ۵۰۸) اس لئے اس کتاب میں ابو یوسف کا قول ہی اختیار کیا گیا ہے۔

ذوی الارحام کی دوسری قسم

مسئلہ۱: ذوی الارحام کی دوسری قسم وہ لوگ ہیں جن کی اولاد میں میت خود ہے، جیسے فاسد دادا اور دادی ان میں میراث کا مستحق وہی ہوگا جو میت سے زیادہ قریب ہوگا خواہ وہ باپ کی جانب کا ہو یا ماں کی جانب کا اور قریب والے کے ہوتے ہوئے دور والا محروم رہے گا خواہ یہ قریب والا مؤنث ہو اور بعید والا مذکر ہو۔[5] (طحطاوی ص ۳۹۹ ج ۴، شامی ج ۵ ص ۶۹۵، بحرالرائق ج۸ ص ۵۰۷، سراجی ص ۴۶)

مثال۔ مسئلہ۱

نانا	نانی کا باپ	دادی کا باپ
۱	م	م

چونکہ ان تینوں میں نانا میت کے زیادہ قریب ہے اس لئے کل مال نانا ہی کو ملے گا اور باقی دونوں محروم ہوں گے۔

مسئلہ۲: اگر یہ لوگ رشتہ داری کے قرب کے اعتبار سے برابر ہوں تو انکی چھ صورتیں ہیں۔

① ان میں سے بعض کی نسبت میت کی جانب وارث کے واسطے سے ہو اور بعض کی نسبت وارث کے واسطے سے نہ

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الفرائض، الباب العاشرفی ذوی الارحام، ج۶، ص۴۵۹.

2 ......المرجع السابق، ص ۴۶۰.

3 ......یعنی بخارا کے علمائے کرام۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج۶، ص ۴۶۰.

5 ......"السراجی"، باب ذوی الارحام، فصل فی الصنف الثانی، ص ۴۱.

ہو۔ جیسے ابِ ام الام یعنی نانی کا باپ، اب ابُ الام یعنی نانا کا باپ۔

توضیح: ان میں نانی کے باپ کی رشتہ داری میت سے نانی کے واسطے سے ہے اور نانی ذوی الفروض میں ہے اور نانا کے باپ کی رشتہ داری نانا کے واسطے سے ہے وہ خود ذوی الفروض میں سے نہیں ہے بلکہ ذوی الارحام میں ہے لیکن نانی کا باپ اور نانا کا باپ درجہ میں برابر ہیں اس لئے مذہب صحیح پر دونوں وارث ہوں گے اور وارث کے ذریعہ سے رشتہ داری سبب ترجیح نہ ہوگی۔ [1] (شامی ج ۵ ص ۶۹۵ طحطاوی ج ۴ ص ۳۹۹، بحرالرائق ج ۸ ص ۵۰۸، عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۰)

② ان سب کی نسبت میت کی طرف وارث کے واسطے سے ہو جیسے اب ام اب یعنی دادی کا باپ اور جیسے ابِ ام ام یعنی نانی کا باپ۔

توضیح: دادی کے باپ کی رشتہ داری دادی کے ذریعہ سے ہے اور دادی ذوی الفروض میں ہے اسی طرح نانی کے باپ کی رشتہ داری نانی کے ذریعہ سے ہے وہ بھی ذوی الفروض میں سے ہے تو دونوں وارث ہوں گے۔

③ ان میں سے کسی کی نسبت میت کی طرف وارث کے واسطے سے نہ ہو۔ جیسے اب اب ام یعنی نانا کا باپ وام اب ام یعنی نانا کی ماں۔

توضیح: نانا کے باپ کی رشتہ داری نانا کے واسطے سے ہے اور نانا ذوی الارحام میں ہے۔ یہی رشتہ نانا کی ماں کا بھی ہے لہٰذا دونوں کی رشتہ داری وارث کے واسطے سے نہیں ہے تو دونوں وارث ہو جائیں گے۔

④ ان سب کی میت سے رشتہ داری میت کے باپ کی طرف سے ہو۔ جیسے اب اب ام الاب یعنی دادی کا دادا اور ام اب ام الاب یعنی دادی کی دادی۔

⑤ ان سب کی میت سے رشتہ داری میت کی ماں کی جانب سے ہو جیسے اب اب الام نانا کا باپ اور جیسے ام اب ام نانا کی ماں۔

⑥ ان میں سے بعض کی رشتہ داری میت کے باپ کی جانب سے اور بعض کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہو، جیسے اب ام الاب یعنی دادی کا باپ اور اب ام الام نانی کا باپ۔

مسئلہ ۳: جب درجہ میں مساوی ذوی الارحام کی میت سے قرابت میں اتحاد ہو مثلاً سب میت کے باپ کی جانب کے رشتہ دار ہوں جیسا چوتھی صورت میں ہے یا سب کی قرابت میت کی ماں کی جانب سے ہو جیسے پانچویں صورت میں ہے، اور جس کے ذریعہ سے قرابت ہے وہ مذکر و مؤنث ہونے میں بھی یکساں ہے تو یہ ذوی الارحام بھی اگر خود سب مذکر ہوں یا سب مؤنث ہوں تو سب کو برابر حصہ ملے گا۔ اور اگر بعض مذکر ہیں اور بعض مؤنث تو لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ حصہ ہوگا اور اگر جن کے ذریعہ سے

---

[1] ..."الفتاوی الهندیة"، کتاب الفرائض، الباب العاشر في ذوي الارحام، ج ٦، ص ٤٦٠.

نسبت تھی ان کے مذکر و مؤنث ہونے میں اختلاف ہو تو سب سے پہلی جگہ جہاں اختلاف ہوا تھا وہاں مذکروں کو[1] دو حصے اور مؤنثوں کو[2] ایک حصہ دیا جائے گا۔[3] (طحطاوی ج ۴ ص ۳۹۹، شامی ج ۵ ص ۶۹۵، شریفیہ ص ۱۰۹) پھر مذکروں کے حصے کو انکے وارثوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ سب مذکر ہوں یا سب مؤنث تو ان کے ابدان پر برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر کچھ مذکر ہیں اور کچھ مؤنث تو لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، بالکل اسی طرح مؤنثوں کے حصے ان کے وارثوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

چوتھی صورت کی یہ تین مثالیں ہیں:

نمبر۱:		نمبر۲:		نمبر۳:	
اب اب ام الاب	= اب ام ام الاب	ام اب ام الاب	= ام ام ام الاب	اب اب ام الاب	= ام اب ام الاب
یعنی دادی کا دادا	یعنی دادی کا نانا	یعنی دادی کی دادی	یعنی دادی کی نانی	یعنی دادی کا دادا	یعنی دادی کی دادی

توضیح مثال۱: اس میں دادی کے دادا اور دادی کے نانا دونوں کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں بھی دونوں برابر ہیں اور دونوں مذکر ہیں لیکن دادی کے دادا کی قرابت دادی کے باپ کی وجہ سے ہے اور وہ مذکر ہے اور دادی کے نانا کی قرابت دادی کی ماں کی وجہ سے ہے اور وہ مؤنث ہے لہٰذا مال کے تین حصے کر کے دادی کے دادا کو دو حصے اور دادی کے نانا کو ایک حصہ ملے گا۔

توضیح مثال۲: اس میں دادی کی نانی اور دادی کی دادی دونوں کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں دونوں برابر ہیں اور دونوں مؤنث ہیں لیکن دادی کی دادی کی نسبت میت کی جانب دادی کے باپ کے ذریعہ سے ہے اور وہ مذکر ہے اور دادی کی نانی کی نسبت دادی کی ماں کے ذریعہ سے ہے اور وہ مؤنث ہے لہٰذا مال کے تین حصے کر کے دو حصے دادی کی دادی کو اور ایک حصہ دادی کی نانی کو ملے گا۔

توضیح مثال۳: دادی کا دادا اور دادی کی دادی دونوں کی رشتہ داری تو باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں بھی برابر ہیں اور جس کے ذریعہ سے قرابت ہے وہ بھی دونوں جگہ مذکر ہے مگر یہ مذکر و مؤنث ہونے میں مختلف ہیں لہٰذا مال کے تین حصہ کر کے دو حصہ دادی کے دادا کو اور ایک حصہ دادی کی دادی کو دیا جائے گا۔

پانچویں صورت کی یہ تین مثالیں ہیں:

نمبر۱:		نمبر۲:	
اب اب اب الام	اب اب ام الام	ام اب اب الام	ام ام اب الام
نانا کا دادا	نانی کا دادا	نانا کی دادی	نانا کی نانی

---

[1] ...... یعنی مردوں کو۔ [2] ...... یعنی عورتوں کو۔

[3] ...... "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الارحام، ج ۱۰، ص ۵۸۱.

نمبر۳:

اب اب الام	ام اب ام
نانا کا باپ	نانا کی ماں

توضیح مثال۱: نانا کے دادا اور نانی کا دادا دونوں کی رشتہ داری ماں کی طرف سے ہے اور درجہ میں دونوں برابر ہیں اور دونوں مذکر ہیں۔ لیکن ذریعہ قرابت میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف ماں کے اوپر نانی اور نانا میں ہوا۔ لہٰذا وہیں مال اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ نانا کو دو حصے اور نانی کو ایک حصہ ملے گا پھر نانا کا حصہ اس کے دادا کو اور نانی کا حصہ اس کے دادا کو دیا جائے گا۔

توضیح مثال۲: نانا کی دادی اور نانا کی نانی دونوں کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اور دونوں درجہ میں برابر ہیں اور دونوں مؤنث ہیں لیکن ذریعۂ قرابت میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف نانا کے اوپر سے شروع ہوا نانا کی دادی کی قرابت نانا کے باپ کی وجہ سے ہے اور نانا کی نانی کی قرابت نانا کی ماں کی وجہ سے ہے، لہٰذا نانا کی ماں اور باپ میں پہلے مال اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ نانا کے باپ کو دو حصے اور نانا کی ماں کو ایک حصہ دیا جائے گا پھر نانا کے باپ کا حصہ اس کی ماں کو اور نانا کی ماں کا حصہ اس کی ماں کو دے دیا جائے گا۔

توضیح مثال۳: نانا کا باپ اور نانی کی ماں دونوں کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اور دونوں درجہ میں برابر ہیں مگر مؤنث و مذکر میں مختلف ہیں لہٰذا کوئی اور وارث نہ ہونے کی صورت میں مال کے تین حصہ کر کے نانا کے باپ کو دو حصے اور ایک حصہ نانی کی ماں کو ملے گا۔

ذوی الارحام کی تیسری قسم

میت کے بھائی بہنوں کی وہ اولادیں ہیں جو عصبات وذوی الفروض میں نہیں ہیں مثلاً ہر قسم کے بھائیوں یعنی عینی [1]، علاتی [2]، اخیافی [3] بھائیوں کی بیٹیاں اور ہر قسم کی بہنوں کے بیٹے بیٹیاں اور اخیافی بھائیوں کے بیٹے۔

مسئلہ۱: ان ذوی الارحام میں اگر درجہ میں تفاوت ہو تو جو زیادہ قریب ہوگا اگرچہ مؤنث ہو وہ وارث ہوگا بعید والا وارث نہیں ہوگا [4] (شامی ج۵ ص۶۹۵، عالمگیری ج۶ ص۴۶۱، بحر الرائق ج۸ ص۵۰۸، شریفیہ ص۱۱۰، طحطاوی ج۴ ص۳۹۹)

---

1. ......یعنی حقیقی بہن بھائی۔
2. ......یعنی ایسے سوتیلے بہن بھائی جن کا باپ ایک اور مائیں مختلف ہوں۔
3. ......یعنی ایسے سوتیلے بہن بھائی جن کی ماں ایک اور باپ مختلف ہوں۔
4. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج۶، ص ٤٦١.

مثال۔ مسئلہ ا

میت

ابن بنت الاخ	بنت الاخت
بھتیجی کا لڑکا	بہن کی لڑکی
م	ا

توضیح: چونکہ بھانجی اور بھتیجی کا لڑکا دونوں ذوی الارحام کی تیسری قسم میں ہیں بھانجی قریب ہے اس لئے جب ذوی الارحام کی قسم اول اور ثانی نہ ہو تو قسم ثالث میں بھانجی وارث ہو جائے گی بھتیجی کا بیٹا وارث نہیں ہوگا۔

مسئلہ۲: اور اگر درجہ میں سب برابر ہوں تو تین صورتیں ہوں گی یا تو سب وارث کی اولاد ہوں گے یا کوئی وارث کی اولاد نہ ہوگا یا بعض وارث کی اولاد ہوں گے اور بعض وارث کی اولاد نہ ہوں گے۔ تو اگر بعض وارث کی اولاد ہوں اور بعض وارث کی اولاد نہ ہوں تو وارث کی اولاد مقدم ہوگی غیر وارث کی اولاد پر۔[1] (شامی ج ۵ ص ۶۹۵، عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۱، شریفیہ ص ۱۱۰، الطحطاوی ج ۴ ص ۳۹۹)

مثال۔ مسئلہ ا

میت

ابن بنت اخت	بنت ابن اخ
بھانجی کا بیٹا	بھتیجے کی بیٹی
م	ا

توضیح: بھتیجے کی بیٹی اور بھانجی کا بیٹا درجہ میں دونوں برابر ہیں مگر بھتیجہ خود عصبہ ہے اور بھانجی ذوی الارحام میں ہے اس لئے بھتیجے کی بیٹی وارث کی اولاد ہونے کی وجہ سے وارث ہوگی اور بھانجی کا بیٹا وارث نہیں ہوگا خواہ یہ بہن بھائی جن کی اولادیں یہ ہیں حقیقی ہوں یا علاتی ہوں یا ایک علاتی اور ایک عینی ہو تینوں صورتوں کا یہی حکم ہے۔[2] (شامی ج ۵ ص ۶۹۵)

مسئلہ۳: اگر تیسری قسم کے ذوی الارحام سب وارث کی اولاد ہیں تو اس کی بھی تین صورتیں ہیں: ① سب عصبہ کی اولاد ہوں۔ ② سب ذوی الفروض کی اولاد ہوں۔ ③ بعض عصبہ کی اولاد ہوں اور بعض ذوی الفروض کی۔

مثال ۱: بنت ابن اخ حقیقی۔[3] بنت ابن اخ حقیقی۔ بنت ابن اخ علاتی۔[4] بنت ابن اخ علاتی۔

مثال ۲: بنت اخت عینی۔[5] بنت اخت عینی۔ بنت اخت علاتی۔[6] بنت اخت علاتی۔

مثال ۳: بنت اخ عینی۔[7] بنت اخ اخیافی۔[8] بنت اخ علاتی[9] اور بنت اخ اخیافی۔

---

❶ ......"ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الارحام، ج ۱۰، ص ۵۷۹.

❷ ......المرجع السابق.

❸ ......سگے بھائی کی پوتی۔ ❹ ......باپ شریک بھائی کی پوتی۔

❺ ......سگی بھانجی۔ ❻ ......باپ شریک بہن کی بیٹی، (سوتیلی بھانجی)۔

❼ ......سگی بھتیجی۔ ❽ ......ماں شریک بھائی کی بیٹی، (سوتیلی بھتیجی)۔ ❾ ......باپ شریک بھائی کی بیٹی، (سوتیلی بھتیجی)۔

مسئلہ۴: ذوی الارحام کی تیسری قسم میں جب کوئی عصبہ اور ذوی الفروض کی اولاد نہ ہو جیسے بنت بنت اخ[1] اور جیسے ابن بنتِ اخ[2] مسئلہ ۲ اور ۳ کی تمام صورتوں میں جب ذوی الارحام درجہ میں مساوات کے ساتھ قوت اور ضعف میں بھی برابر ہوں اور مذکر و مؤنث ہونے میں بھی یکساں ہوں تو سب کو برابر حصہ ملے گا اور اگر مذکر و مؤنث ہونے میں مختلف ہوں تو لِلذَّکَرِ مِثلُ حظِّ الاُنثیین ملے گا اور اگر قوت و ضعف میں مختلف ہوں گے تو امام ابو یوسف کے قول پر جس کو ذوی الارحام کے بارے میں ہم نے لیا ہے جو رشتہ میں قوی ہو گا وہ اولیٰ ہو گا اس سے جو رشتہ میں ضعیف ہے، یعنی حقیقی بھائی کی اولادیں علاتی بھائی کی اولادوں کے مقابلہ میں اولیٰ ہوں گی اور علاتی بھائی کی اولادیں اخیافی بھائی کی اولاد سے اولیٰ ہوں گی۔[3] (شامی ج ۵ ص ۶۹۵، عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۱، بحرالرائق ج ۸ ص ۵۰۹، شریفیہ ص ۱۱۱، طحطاوی ج ۴ ص ۳۹۹)

مسئلہ۵: اگر ذوی الارحام کی تیسری قسم میں اخیافی بھائی بہنوں کی اولادیں ہوں اور ان سے مقدم کوئی مستحق وارث نہ ہو تو مذکر و مؤنث کو برابر برابر حصہ ملے گا اس میں مذکر کو مؤنث پر کوئی فضیلت نہیں ہو گی۔[4] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۱، بحرالرائق ج ۸ ص ۵۰۹، شریفیہ ص ۱۱۱، طحطاوی ج ۴ ص ۴۰۰)

ذوی الارحام کی چوتھی قسم کا بیان

مسئلہ۱: چوتھی قسم کے ذوی الارحام میں وہ رشتہ دار ہیں جو میت کے دادا دادی، نانا نانی کی اولاد میں ہوں جیسے ماموں، خالہ، پھوپھی اور باپ کے ماں شریک بہن بھائی، اسی طرح ان کی اولادیں اور چچا کی مؤنث اولادیں۔[5] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹، شریفیہ ص ۱۱۵)

مسئلہ۲: اگر چوتھی قسم میں کا صرف ایک ہی ذو رحم ہو اور پہلی تینوں قسموں میں سے کوئی نہ ہو تو کُل مال اسی کو مل جائے گا۔[6] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۲، شریفیہ ص ۱۱۵)

مسئلہ۳: ان کی اولادوں میں جو میت سے زیادہ قریب ہو گا وہ وارث ہو گا بعید والا وارث نہیں ہو گا۔ یہ قریب خواہ باپ کی جانب کا ہو یا ماں کی جانب کا اور خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔[7] (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۳، شریفیہ ص ۱۱۶)

---

1 ...... بھائی کی نواسی۔ 2 ...... بھائی کا نواسہ۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الفرائض، الباب العاشر في ذوي الارحام، ج٦، ص ٤٦١.

و "ردالمحتار"، كتاب الفرائض، باب توريث ذوي الارحام، ج ١٠، ص ٥٧٩.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الفرائض، الباب العاشر في ذوي الارحام، ج٦، ص ٤٦١.

5 ...... المرجع السابق، ص ٤٥٩. 6 ...... المرجع السابق، ص ٤٦٢. 7 ...... المرجع السابق.

مثال ۱: مسئلہ ۱

میت

بنت العمۃ یعنی پھوپھی کی بیٹی	بنت بنت العمۃ یعنی پھوپھی کی بیٹی کی بیٹی
۱	م

مثال ۲: مسئلہ ۱

میت

بنت العمۃ پھوپھی کی بیٹی	ابن بنت العمۃ پھوپھی کی بیٹی کا بیٹا
۱	م

مثال ۳: مسئلہ ۱

میت

بنت الخالۃ خالہ کی بیٹی	بنت بنت الخالۃ خالہ کی بیٹی کی بیٹی
۱	م

مثال ۴: مسئلہ ۱

میت

بنت الخالۃ خالہ کی بیٹی	ابن بنت الخالۃ خالہ کی بیٹی کا بیٹا
۱	م

مثال ۵: مسئلہ ۱

میت

بنت العمۃ	بنت بنت الخالہ
۱	م

مثال ۶: مسئلہ ۱

میت

بنت الخالہ	ابن بنت العمۃ
۱	م

مندرجہ بالا مثالوں میں جو قریب تھا وہ وارث ہوا اور بعید والا وارث نہ ہوا۔

مسئلہ ۴: ان ذوی الارحام میں درجہ میں مساوی چند موجود ہوں خواہ سب باپ کی جانب کے ہوں یا سب ماں کی جانب کے ہوں یا کچھ باپ کی جانب کے یا کچھ ماں کی جانب کے تو ان میں سے جو وارث کی اولاد ہوگا وہ ذوی الارحام کی اولاد

کے مقابلہ میں راجح ہوگا۔یعنی وارث کی اولاد کو ترکہ ملے گا اور ذی رحم کی اولاد کو نہیں ملے گا۔[1] (مبسوط ج ۳۰ص ۲۱)

مثال ۱: مسئلہ ۱

میت

بنت العم	بنت العمۃ
۱	م

مثال ۲: مسئلہ ۱

میت

بنت الخال ماموں کی بیٹی	ابن الخالہ خالہ کا بیٹا
۱	۲

مثال ۳: مسئلہ ۳

میت

بنت العم چچا کی بیٹی	ابن الخال ماموں کا بیٹا
۱	م

توضیح مثال ۱: چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی دونوں رشتہ میں مساوی ہیں اور دونوں کی قرابت بھی باپ کی طرف سے ہے لیکن چچا کی بیٹی عصبہ کی اولاد ہے اور پھوپھی کی بیٹی ذوی الارحام کی اولاد ہے اس لئے کُل مال چچا کی بیٹی کو ملے گا اور پھوپھی کی بیٹی محروم ہوگی۔

توضیح مثال ۲: ماموں کی بیٹی اور خالہ کا بیٹا دونوں رشتہ میں برابر ہیں اور دونوں ماں کی جانب سے ہیں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہیں ہے اس لئے دونوں وارث ہوں گے تین حصے کر کے دو حصے خالہ کے بیٹے کو اور ایک حصہ ماموں کی بیٹی کو ملے گا۔

توضیح مثال ۳: چچا کی بیٹی اور ماموں کا بیٹا دونوں رشتہ میں تو برابر ہیں مگر چچا کی بیٹی کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور ماموں کے بیٹے کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے لیکن چچا کی بیٹی عصبہ کی اولاد ہے اور ماموں کا بیٹا ذی رحم کی اولاد ہے اس لئے چچا کی بیٹی کو کُل مال مل جائے گا اور ماموں کا بیٹا محروم ہوگا۔

مسئلہ ۵: اگر درجہ میں مساوی صرف ایک جانب کے ذوی الارحام نہ ہوں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہ ہو تو ان میں قوتِ قرابت بھی وجہ ترجیح ہوگی یعنی حقیقی رشتہ داری علاتی پر راجح ہوگی اور علاتی اخیافی پر اور اگر دونوں طرف کے ذوی

---

[1] ......"المبسوط"، باب میراث ذوی الارحام، فصل فی میراث اولادالعمات...إلخ، ج۱۵،الجزء الثلاثون،ص۲٦.

الارحام ہوں گے تو ایک جانب کی قوتِ قرابت دوسری جانب پر اثر انداز نہیں ہوتی بلکہ دو تہائی حصہ باپ کی طرف والوں کو اور ایک تہائی ماں کی طرف والوں کو ملے گا اور ایک حیثیت کے مساوی ذوی الارحام میں ہر جگہ اس اصول پر بھی عمل کیا جائے گا لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ۔[1] (مبسوط ج ۳۰ ص ۲۱)

مثال ۱: مسئلہ ۱

میت

حقیقی پھوپھی کا بیٹا	علاتی پھوپھی کا بیٹا	اخیافی پھوپھی کا بیٹا
۱	م	م

توضیح مثال ۱: چونکہ تینوں پھوپھیوں کے بیٹے قرابت میں[2] برابر ہیں مگر حقیقی پھوپھی کے بیٹے کی قرابت ماں اور باپ دونوں جانب سے ہے اس لئے وہ علاتی اور اخیافی پھوپھیوں کے بیٹوں پر راجح ہوگا اور کل مال اس کو مل جائے گا اور وہ دونوں محروم ہو جائیں گے۔

مثال ۲: مسئلہ ۱

میت

علاتی پھوپھی کا بیٹا	اخیافی پھوپھی کا بیٹا
۱	م

توضیح مثال ۲: دونوں پھوپھیوں کے بیٹے درجہ میں برابر ہیں مگر علاتی پھوپھی کے بیٹے کی قرابت باپ میں شرکت کی وجہ سے ہے اور اخیافی پھوپھی کے بیٹے کی قرابت باپ کی ماں کی وجہ سے ہے باپ کی قرابت ماں کی قرابت سے قوی ہے۔ لہٰذا علاتی پھوپھی کا بیٹا وارث ہوگا اخیافی پھوپھی کا بیٹا وارث نہیں ہوگا۔

مثال ۳: مسئلہ ۱

میت

حقیقی ماموں کا بیٹا	علاتی ماموں کا بیٹا	اخیافی ماموں کا بیٹا
۱	م	م

توضیح مثال ۳: تینوں ماموں کے بیٹے درجہ میں برابر ہیں اور سب کی قرابت ماں کی وجہ سے ہے لیکن حقیقی ماموں کے بیٹے کی رشتہ داری نانا نانی دونوں کی وجہ سے ہے اور علاتی ماموں کے بیٹے کی قرابت صرف نانا سے ہے اور اخیافی ماموں کے بیٹے کی قرابت صرف نانی کی وجہ سے ہے، لہٰذا حقیقی ماموں کا بیٹا وارث ہوگا اور دوسرے دونوں ماموں کے بیٹے محروم ہوں گے۔

---

[1] ....."المبسوط"، باب میراث ذوی الارحام، فصل فی میراث اولاد العمات... إلخ، ج ١٥، الجزء الثلاثون، ص ٢٦.

[2] .....یعنی رشتہ داری کے تعلق میں۔

مثال ۴: مسئلہ ۱

میت

علاتی خالہ کی بیٹی	اخیافی خالہ کی بیٹی
۱	م

توضیح مثال ۴: علاتی اخیافی دونوں خالاؤں کی بیٹیاں درجہ میں مساوی ہیں اور دونوں کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے لیکن علاتی خالہ کی بیٹی کی رشتہ داری ماں کے باپ یعنی نانا کی وجہ سے ہے اور اخیافی خالہ کی بیٹی کی رشتہ داری ماں کی ماں یعنی نانی کی وجہ سے ہے۔ باپ کی رشتہ داری ماں کی رشتہ داری سے قوی ہے لہٰذا کل مال علاتی خالہ کی بیٹی کو مل جائے گا اور اخیافی خالہ کی بیٹی محروم ہوگی۔

مثال ۵: مسئلہ ۳

میت

علاتی پھوپھی کا بیٹا	حقیقی ماموں کا بیٹا
۲	۱

توضیح مثال ۵: علاتی پھوپھی کا بیٹا اور حقیقی ماموں کا بیٹا درجہ میں دونوں برابر ہیں لیکن جہت قرابت علیٰحدہ علیٰحدہ ہے پھوپھی کے بیٹے کی قرابت باپ کی جانب سے ہے اور صرف دادا کی وجہ سے ہے اور ماموں کے بیٹے کی قرابت ماں کی جانب سے ہے اور اس کی قرابت نانا نانی دونوں کی جانب سے ہے تو جہتِ قرابت مختلف ہونے کی وجہ سے ماموں کے بیٹے کی قوتِ قرابت سے پھوپھی کا بیٹا ضعفِ قرابت کے باوجود محروم نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۶: جہت قرابت مختلف ہونے کے بعد جیسا اوپر بیان کیا گیا قوتِ قرابت وجہ ترجیح نہیں ہوتی ہے بلکہ باپ کی طرف والے ذوی الارحام کو دو حصے اور ماں کی طرف والے ذوی الارحام کو ایک حصہ ملتا ہے پھر باپ کی طرف والے رشتہ دار ایک فریق بن جائیں گے اور ماں کی طرف کے رشتہ دار ایک فریق۔ ان میں آپس میں قوتِ قرابت سے ترجیح ہوگی اور ہر فریق میں اگر صرف مذکر یا صرف مؤنث ذوی الارحام ہوں تو ان کو برابر برابر حصہ ملے گا اور اگر مختلف ہوں تو لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ پر بھی عمل ہوگا۔

مثال ۳: مسئلہ ۳×۳ ت ۹

میت

حقیقی پھوپھی کا بیٹا	حقیقی پھوپھی کی بیٹی	حقیقی ماموں کا بیٹا	حقیقی خالہ کی بیٹی
۲		۱	
۴	۲	۲	۱

توضیح مثال ۳: پھوپھی کے بیٹے اور بیٹی کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور ماموں کے بیٹے اور خالہ کی بیٹی کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اس لئے تین سے مسئلہ کر کے دو حصے پھوپھی کی اولاد کو اور ایک حصہ ماموں اور خالہ کی اولاد کو دیا گیا پھر پھوپھی کی اولاد علیحدہ ایک فریق ہو کر اپنا حصہ اس طرح تقسیم کریں گے کہ مذکر کو دو حصے اور مؤنث کو ایک حصہ ملے گا اسی طرح ماموں کا بیٹا اور خالہ کی بیٹی ایک فریق بن کر اپنا حصہ اس طرح تقسیم کرلیں گے کہ ماموں کے بیٹے کو دو حصے اور خالہ کی بیٹی کو ایک حصہ ملے گا اس لئے تین سے تصحیح کر کے نو سے مسئلہ ہو گیا ان میں کے دو تہائی یعنی چھ باپ کے فریق والوں کے ہیں وہ اس طرح تقسیم ہو گئے کہ چار پھوپھی کے بیٹے نے اور دو پھوپھی کی بیٹی نے لے لئے اور ماں کی طرف والے ماموں کے بیٹے اور خالہ کی بیٹی نے نو کا ایک تہائی یعنی تین اس طرح تقسیم کرلیا کہ دو ماموں کے بیٹے نے اور ایک خالہ کی بیٹی نے لے لیا۔

مثال ۱: مسئلہ ۳×۲ ت ۶

میت

علاتی پھوپھی کی بیٹی	علاتی پھوپھی کی بیٹی	حقیقی ماموں کا بیٹا	حقیقی خالہ کا بیٹا
۲	۲	۱	۱

توضیح مثال ۱: پھوپھی اور ماموں خالہ کی اولادیں درجہ میں برابر ہیں اور جہتِ قرابت میں مختلف اس لئے تین سے مسئلہ کر کے دو باپ کی قرابت والی پھوپھی کی بیٹیوں کو اور ایک ماں کی قرابت والے ماموں اور خالہ کے بیٹوں کو دیا گیا۔ پھر تین سے تصحیح کر کے مسئلہ کو صحیح کر دیا گیا یہاں ماں کی قرابت ماموں اور خالہ قوتِ قرابت رکھتے تھے مگر ان کی قوتِ قرابت نے باپ کی طرف علاتی پھوپھی کی اولاد کو محروم نہ کیا۔

مثال ۲: مسئلہ ۳

میت

حقیقی پھوپھی کا بیٹا	علاتی پھوپھی کا بیٹا	علاتی ماموں کا بیٹا	اخیافی خالہ کی بیٹی
۲	م	۱	م

توضیح مثال ۲: باپ اور ماں دونوں جانب کے ذوی الارحام ہیں اور درجہ میں سب برابر ہیں اور حقیقی پھوپھی کا بیٹا قوی قرابت رکھتا ہے لیکن جہت مختلف ہونے کی وجہ سے وہ ماں کی طرف والے ذوی الارحام علاتی ماموں کے بیٹے اور اخیافی خالہ کی بیٹی کو محروم نہیں کرے گا لہٰذا تین حصے کر کے دو حصے باپ کی طرف والے ذوی الارحام کو اور ایک حصہ ماں کی طرف والے ذوی الارحام کو دیا گیا پھر ہر فریق میں قوت قرابت نے اثر کیا تو حقیقی پھوپھی کے بیٹے نے اپنے فریق کا کُل حصہ یعنی دو سہام لے لیا اور علاتی پھوپھی کا بیٹا محروم ہو گیا اسی طرح ماں کی طرف والے ذوی الارحام میں علاتی ماموں کے بیٹے نے قوت قرابت کی وجہ

سے اپنے فریق کا پورا حصہ ایک سہام لے لیا اور اخیافی خالہ کی بیٹی کو محروم کردیا۔

مخنثین کی میراث کا بیان

اگرچہ اس کا موقع شاذونادر ہی آتا ہے تاہم اگر آجائے تو حکم شرع معلوم ہونا ضروری ہے اس لئے ہم کتاب کی تکمیل کے لئے اس باب کو شامل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

مسئلہ ۱: مخنث وہ شخص ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء ہوں یا دونوں میں سے کوئی عضو نہ ہو۔ اگر دونوں عضو ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ پیشاب کون سے عضو سے کرتا ہے اگر مردانہ عضو سے پیشاب کرتا ہے تو مرد کا حکم ہے اور اگر زنانہ عضو سے پیشاب کرتا ہے تو عورت کا حکم ہے اور اگر دونوں سے پیشاب کرتا ہے تو یہ دیکھا جائے گا پہلے پیشاب کون سے عضو سے کرتا ہے، جس سے پہلے پیشاب کرے گا اس کا حکم ہوگا اور اگر دونوں عضو سے ایک ساتھ پیشاب کرتا ہے تو اس کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں یعنی اس کے مرد و عورت ہونے کا کچھ پتہ نہیں چلتا، اسی کے احکام یہاں بیان کئے جاتے ہیں اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ وہ بچہ ہے اور اگر بلوغ کی عمر کو پہونچ گیا اور اس کو داڑھی نکل آئی یا مردوں کی طرح احتلام ہو یا جماع کرنے کے لائق [1] ہو جائے تو اسے مرد مانا جائے گا اور اگر اس کے پستان ظاہر ہوئے یا ماہواری آئی تو عورت مانا جائے گا اور اگر دونوں قسم کی علامتیں نہ پائی گئیں یا دونوں قسم کی علامتیں پائی گئیں جب بھی خنثیٰ مشکل کہلائے گا۔[2] (درمختار و شامی ج ۵ ص ۶۳۶، بزازیہ بر عالمگیری ج ۶ ص ۴۷۶، عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۷)

مسئلہ ۲: خنثیٰ مشکل کا حکم یہ ہے کہ اس کو مذکر و مؤنث مان کر جس صورت میں کم ملتا ہے وہ دیا جائے گا اور اگر ایک صورت میں اسے حصہ ملتا ہے اور ایک صورت میں نہیں ملتا تو نہ ملنے والی صورت اختیار کی جائے گی۔[3] (درمختار و شامی ج ۵ ص ۶۳۸)

مثال ۱: مسئلہ ۵

میت

ابن	بنت	خنثیٰ	(بصورتِ مفروضہ مذکر)
۲	۱	۲	

---

1 ......یعنی عورت سے مباشرت کرنے کے قابل ہو جائے۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الخنثی، الفصل الاول فی تفسیره...إلخ، ج ۶، ص ۴۳۷.

3 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الخنثی، ج ۱۰، ص ۴۸۲.

مسئلہ ۴
میت

ابن	بنت	خنثیٰ	(بصورتِ مفروضہ مؤنث)
۲	۱	۱	

تشریح: اگر خنثیٰ کو لڑکا مانتے ہیں تو اسے ۵ حصوں میں سے دو حصے ملتے ہیں اور اگر اسے لڑکی مانتے ہیں تو چار حصوں میں سے ایک حصہ ملتا ہے اور ظاہر ہے کہ $\frac{۲}{۵}$ ، $\frac{۱}{۴}$ سے زیادہ ہے، لہٰذا اس کو مؤنث والا حصہ یعنی $\frac{۱}{۴}$ دیا جائے گا۔

مثال ۔۲۔

مسئلہ ۲
میت

زوج	حقیقی بہن	خنثیٰ	(باپ کی طرف سے مفروضہ بھائی)
۱	۱	م	

مسئلہ ۶ تعول الی ۷
میت

زوج	حقیقی بہن	خنثیٰ	(باپ کی طرف سے مفروضہ بہن)
۳	۳	۱	

تشریح: اگر خنثیٰ کو باپ کی طرف سے بھائی قرار دیا جائے تو وہ عصبہ بنے گا اور اس کے لئے کچھ نہ بچے گا اس لئے کہ نصف شوہر کا اور نصف حقیقی بہن کا فرض حصہ ہے اور عصبہ کو اس وقت ملتا ہے جب ذوی الفروض سے کچھ بچے، اور جب خنثیٰ کو باپ کی طرف سے بہن فرض کیا گیا تو وہ ذوی الفروض میں سے ہے اور ۶ سے مسئلہ بنانے کے بعد نصف یعنی ۳ شوہر کو ملے اور نصف حقیقی بہن کو اور خنثیٰ کو چھٹا حصہ یعنی ایک، بہنوں کا دو تہائی حصہ پورا کرنے کے لئے اور مسئلہ عول ہو کر ے سے ہو گیا لہٰذا خنثیٰ کو مذکر مان کر محروم رکھا جائے گا۔[1] (شریفیہ ص ۱۲۶، عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۷)

حمل کی وراثت کا بیان

اگر تقسیم وراثت کے وقت بیوی کے پیٹ میں بچہ ہے تو اس کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

مسئلہ ۱: بچہ ماں کے پیٹ میں زیادہ سے زیادہ دو سال رہ سکتا ہے اور کم از کم مدت حمل چھ ماہ ہے۔[2]

مسئلہ ۲: اگر حمل میت کا ہے اور دو سال کے دوران بچہ پیدا ہوا اور عورت نے ابھی تک عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا

---

1 ...... "الشریفیة" شرح "السراجیة"، کتاب الفرائض، فصل فی الخنثی، ص ۱۲۶.

2 ...... "السراجی"، فصل فی الحمل، ص ۵۱.

ہو تو یہ بچہ وارث بھی ہوگا اور اس کے مال کے اور لوگ بھی وارث ہوں گے اور اگر دو سال پورے ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو یہ بھی وارث نہیں ہوگا اور اس کا بھی وارث کوئی نہیں ہوگا۔ [1] (شامی ج ۵ ص ۷۰۲، سراجی ص ۵۸)

مسئلہ ۳: حمل سے پیدا ہونے والا بچہ اس وقت وارث ہوگا جب کہ وہ زندہ پیدا ہو یا اس کا اکثر حصہ زندہ باہر ہوا ہو اور زندگی کو اس طرح جانا جائے گا کہ وہ روئے یا چھینکے یا کوئی آواز نکالے یا اس کے اعضا حرکت کریں۔ [2] (تبیین ج ۶ ص ۲۴۱، سراجی ص ۵۸، شامی ج ۵ ص ۷۰۱، عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۶)

مسئلہ ۴: اگر بچہ اس طرح پیدا ہوا کہ اس کا سر پہلے نکلا تو سینہ پر دارومدار ہے اگر سینہ زندہ رہ کر نکل آیا تو وارث ہوگا اور اگر سینہ نکلنے سے پہلے مرگیا تو وارث نہیں ہوگا اور اگر پیر پہلے نکلے ہیں تو ناف کا اعتبار ہوگا اگر ناف ظاہر ہونے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا ورنہ نہیں۔ [3] (سراجی ص ۵۹، عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۶)

مسئلہ ۵: بہتر تو یہ ہے کہ ترکہ تقسیم کرنے میں بچہ کی پیدائش کا انتظار کر لیا جائے تاکہ حساب میں کوئی تبدیلی نہ کرنا پڑے اور اگر ورثا انتظار کرنے کو تیار نہ ہوں تو حمل کے احکام پر عمل کیا جائے۔

مسئلہ ۶: حمل کی دو صورتیں ہیں: ① میت کا حمل ہے ② میت کے علاوہ کسی دوسرے رشتہ دار کا حمل ہو جو میت کا وارث بن سکتا ہو۔ اگر میت کا حمل ہے تو اس کو لڑکا فرض کرنے اور لڑکی فرض کرنے کی صورتوں میں سے جس صورت میں زیادہ حصہ ملتا ہے وہ حصہ محفوظ رکھا جائے گا۔

حمل کا حصہ نکالنے کا قاعدہ

مسئلہ ۷: ایک مرتبہ حمل کو مذکر مان کر مسئلہ نکالا جائے اور ایک مرتبہ حمل کو مؤنث مان کر مسئلہ نکالا جائے پھر دونوں مسئلوں کی تصحیح میں اگر توافق ہو تو ہر ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا جائے اور اگر دونوں تصحیح میں تباین ہو تو ہر تصحیح کو دوسری تصحیح میں ضرب دے دیا جائے اور دونوں صورتوں میں حاصل ضرب دونوں مسئلوں کی تصحیح قرار پائے گی اور دونوں مسئلوں میں سے ہر وارث کو جو سہام ملے ہیں ان میں بھی یہ عمل کیا جائے کہ دونوں مسئلوں کی تصحیح میں توافق ہونے کی صورت میں ایک مسئلہ کے وفق تصحیح کو دوسرے مسئلہ میں سے ہر وارث کے سہام میں ضرب دی جائے اور دونوں تصحیحوں میں تباین کی صورت

---

❶ ......"السراجی"، فصل فی الحمل، ص ٥٢.

❷ ......المرجع السابق، ص ٥٣

❸ ......"السراجی"، فصل فی الحمل، ص ٥٣.

و"ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الأرحام، فصل فی الغرقی... إلخ، ج ١٠، ص ٥٨٧.

میں ہر تصحیح کو دوسری تصحیح میں سے ہر وارث کے سہام میں ضرب دیجائے اب دونوں مسئلوں میں ہر وارث کے حصوں کو دیکھا جائے جو کم ہو وہ ہر وارث کو اس وقت دے دیا جائے اور جتنا زیادہ ہے وہ محفوظ رکھا جائے گا بچہ پیدا ہونے کے بعد جو مال محفوظ رکھا گیا تھا اس میں سے جس وارث کے حصہ میں سے کاٹ کر اسے کم دیا گیا تھا اس کا حصہ پورا کر دیا جائے گا اور اگر وہ اپنا حصہ پورا لے چکا تھا تو اس کے حصہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اور حمل سے پیدا ہونے والا بچہ اپنا حصہ لے لے گا۔

مثال اوّل

مسئلہ ۲۴ ۸×۲۷ لعـ ۲۱۶

میت

اب	ام	زوجہ	بنت	حمل (مفروضہ لڑکا)
۴	۴	۳	۱۳	
۳۶	۳۶	۲۷	۱۱۷ / ۳۹	۷۸

مسئلہ ۲۷ تعول الی ۹×۲۴ لعـ ۲۱۶

میت

اب	ام	زوجہ	بنت	حمل (مفروضہ لڑکی)
۴	۴	۳	۸	۸
۳۲	۳۲	۲۴	۶۴	۶۴

توضیح: حمل کو مذکر ماننے کی صورت میں مسئلہ ۲۴ سے تھا اور مؤنث ماننے کی صورت میں مسئلہ ۲۷ سے تھا اور ۲۴ اور ۲۷ میں توافق بالثلث ہے یعنی ۳ دونوں کو تقسیم کرتا ہے اس لئے ۲۴ کے وفق ۸ کو ۲۷ میں ضرب دیا تو ۲۱۶ ہوا اور ۲۷ کے وفق ۹ کو ۲۴ میں ضرب دیا جب بھی ۲۱۶ ہوئے لہٰذا اب دونوں مسئلوں کی تصحیح ۲۱۶ ہے اور حمل کو مذکر ماننے کی صورت میں عدد تصحیح ۲۴ تھا اس کا وفق ۸ ہے لہٰذا ۸ کو دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۲۷ میں سے ہر وارث کو جو سہام ملے تھے اس میں ضرب دیا گیا اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں تصحیح کا عدد ۲۷ تھا اس کا وفق ۹ ہے اس لئے ۹ کو دوسرے مسئلے میں سے ہر وارث کے سہام میں ضرب دیا گیا اب دونوں مسئلوں میں ہر وارث کے حصوں کو دیکھا باپ کو پہلے مسئلہ میں ۳۶ اور دوسرے مسئلے میں ۳۲ سہام ملے اس لئے اس کو ۳۲ دے دیئے جائیں گے اور چار سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔ اسی طرح ماں کو بھی پہلے مسئلہ میں ۳۶ اور دوسرے میں ۳۲ سہام ملے اس کو بھی ۳۲ دیئے جائیں گے چار سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔ بیوی کو پہلے مسئلہ میں ۲۷ اور دوسرے مسئلہ میں ۲۴ سہام ملے ۲۴ اس کو دے دیئے جائیں گے اور ۳ محفوظ رکھے جائیں گے۔ لڑکی کو پہلے مسئلہ میں ۳۹ اور دوسرے مسئلہ میں ۶۴ سہام ملے اس لئے ۳۹ دیئے جائیں گے اور ۲۵ سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔ پھر اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو ۷۸ سہام جو پہلے مسئلہ میں اسے ملے تھے اس کو دے دیئے

جائیں گے اور باپ کے جو ۴ سہام محفوظ تھے وہ اسکو اور ماں کے جو ۴ سہام محفوظ تھے وہ اس کو اور بیوی کے تین سہام محفوظ تھے وہ اس کو دے دیئے جائیں گے۔اس طرح ۲۱۶ سہام پورے ہوجائیں گے۔اور اگر حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو ماں باپ اور بیوی اپنا پورا حصہ لے چکے ہیں ان کو محفوظ سہام سے کچھ نہیں ملے گا لیکن بیٹی کے جو ۲۵ سہام محفوظ تھے وہ اس کو دے دیئے جائیں گے اور ۶۴ سہام پیدا ہونے والی لڑکی کو دے دیئے جائیں گے۔اس طرح پھر مجموعہ ۲۱۶ سہام پورا ہوجائے گا اور اگر حمل سے مردہ بچہ پیدا ہوا تو لڑکی نصف مال کی مستحق تھی اور اسے ۳۹ سہام دیئے گئے تھے لہٰذا اس کو ۶۹ سہام اور دے دیئے جائیں گے اس طرح اس کا کُل حصہ ۲۱۶ کا نصف ۱۰۸ سہام ہوجائے گا اور ماں اور باپ کے ۴،۴ سہام جو کاٹے گئے تھے وہ ان کو دیدیئے جائیں گے اور ۳ سہام بیوی کے کاٹے گئے تھے وہ اس کو دیدیئے جائیں گے اور ۹ سہام محفوظ مال میں سے بچیں گے وہ باپ کو عصبہ ہونے کی وجہ سے دے دیئے جائیں گے۔[1]

مسئلہ ۷×۶ تصحیح ۴۲

میت

زوجہ خلع سے متعلقہ بائنہ محروم	حمل مفروضہ لڑکا	بنت	ابن	ابن
	۲	۱	۲	۲
	۱۲	۶	۱۲	۱۲

مسئلہ ۷×۶ تصحیح ۴۲

میت

زوجہ خلع سے متعلقہ بائنہ	حمل مفروضہ لڑکی	بنت	ابن	ابن
	۱	۱	۲	۲
	۷	۷	۱۴	۱۴

توضیح: حمل کو مذکر ماننے کی صورت میں مسئلہ ۷ سے ہوا تھا اور مؤنث ماننے کی صورت میں ۶ سے اور ۶ اور ۷ میں تباین ہے اس لئے ۷ کو دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ میں ضرب دیا تو ۴۲ ہوئے اور دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ کو ۷ میں ضرب دیا جب بھی ۴۲ ہوئے اسی طرح پہلے مسئلہ کی تصحیح ۷ کو دوسرے مسئلہ میں سے وارثوں کے ہر حصہ میں ضرب دیا اور دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ کو پہلے مسئلہ کی تصحیح میں سے ہر وارث کے حصہ میں ضرب دیا تو لڑکوں کو حمل مذکر ماننے کی صورت میں ۱۲،۱۲ سہام اور لڑکی کو ۶ سہام ملے

---

[1]......"السراجی"، فصل فی الحمل، ص ۵۲.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الأرحام، فصل فی الغرقی...إلخ، ج۱۰، ص ۵۸۷.

اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں لڑکوں کو ۱۴، ۱۴ سہام اور لڑکی کو ۷ سہام ملے لہٰذا کم والے حصے یعنی لڑکوں کو ۱۲، ۱۲ اور لڑکی کو ۶ سہام دیئے جائیں گے اور باقی ۱۲ سہام محفوظ رکھے جائیں گے اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو اس کو ۱۲ سہام دے دیئے جائیں گے وہی اس کا پورا حصہ تھا اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کے حصہ کے ۷ سہام اس کو دے دیئے جائیں گے اور ۲، ۲ سہام ہر لڑکے کو اور ایک سہم لڑکی کو دے کر ان کے حصے پورے کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے کہ وہ اب زیادہ کے مستحق ہیں زوجہ خلع سے طلاق بائن حاصل کرنے کی وجہ سے محروم رہے گی۔

مسئلہ ۵: اگر میت کے علاوہ کسی دوسرے کا حمل ہو تو مورث کی موت کے چھ ماہ یا اس سے کم میں بچہ پیدا ہونے سے وارث ہو گا اور چھ ماہ کے بعد پیدا ہونے سے وارث نہیں ہو گا لیکن اگر چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا اور عورت نے عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو اور دوسرے ورثا یہ اقرار کریں کہ یہ حمل میت کی موت کے وقت موجود تھا تو چھ ماہ کے بعد پیدا ہونے سے بھی وارث ہو جائے گا۔[1] (شامی ج ۵ ص ۷۰۲، شریفیہ ص ۱۳۲، سراجی ص ۵۸، عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۵)

مسئلہ ۶: مذکورہ بالا صورت میں بھی وہی حکم ہے کہ حمل کو مذکر و مؤنث مان کر علیحدہ علیحدہ دو مسئلے بنائیں جائیں گے اور ورثا کو دونوں مسئلوں میں سے جو کم حصہ ملتا ہو گا وہ دے دیا جائے گا اور باقی محفوظ رکھ کر بچہ پیدا ہونے کے بعد جو صورت ہو گی اس پر عمل کیا جائے گا۔[2] (شامی ج ۵ ص ۷۰۲)

مسئلہ ۶×۴ ۲۴ میت ھندہ

زوج	ماں حاملہ	حمل مفروضہ مذکر
۳	۲	۱
۱۲	۸	۴

مسئلہ ۶ تعول الی ۸×۳=۲۴ میت ھندہ

زوج	ماں حاملہ	حمل مفروضہ مؤنث
۳	۲	۳
۹	۶	۹

---

1 ...... "السراجی"، فصل فی الحمل، ص ۵۳.

و "الشریفیة" شرح "السراجیة"، کتاب الفرائض، فصل فی الحمل، ص ۱۳۲.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الأرحام، فصل فی الغرقی ... إلخ، ج ۱۰، ص ۵۸۸.

توضیح: حمل مذکر ماننے کی صورت میں شوہر کو ۱۲ سہام اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں ۹ سہام ملیں گے لہٰذا اسے ۹ سہام دے دیئے جائیں گے اور ۳ سہام محفوظ رکھے جائیں گے ماں کو حمل مذکر ماننے کی صورت میں ۸ سہام اور مؤنث ماننے کی صورت میں ۶ سہام ملیں گے لہٰذا اسے ۶ سہام دیئے جائیں گے۔ اس طرح دونوں کو ۱۵ سہام دینے کے بعد ۹ سہام محفوظ رہیں گے۔ اگر حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو یہ ۹ سہام اس کا حصہ ہے اس کو دے دیئے جائیں گے اور شوہر اور ماں اپنا پورا حصہ لے چکے تھے اس لئے کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اور حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو یہ بچہ ۴ سہام کا مستحق[1] ہے لہٰذا ۴ سہام اس کو دے دیئے جائیں گے اور تین سہام شوہر کو اور ۲ سہام ماں کو دیدیئے جائیں گے کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور انہیں کے حصہ سے یہ سہام محفوظ کئے گئے تھے۔ اس مسئلہ میں حمل کو لڑکا فرض کرنے کی صورت میں چونکہ وہ بھائی ہے اس لئے عصبہ ہوگا اور ماں اور شوہر ذوی الفروض میں سے ہیں ان دونوں کا فرض حصہ نکالنے کے بعد جو باقی بچا وہ اس کو دے دیا گیا اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں وہ حقیقی بہن ہوگی اور ذوی الفروض میں ہونے کی وجہ سے نصف مال کی مستحق ہوگی۔ لہٰذا ماں اور شوہر کے ساتھ مل کر اس کے حصہ کی وجہ سے عول کیا گیا اور اسے اس کا فرض حصہ دیا گیا وہ عصبیت[2] کے حصہ سے زیادہ ہے۔

مسئلہ ۷: حمل کی ان تمام صورتوں میں حمل میں ایک بچہ مان کر تخریج مسائل کی گئی ہے[3] اس لئے کہ اسی قول پر فتویٰ ہے لیکن یہ احتمال[4] ہے کہ حمل سے ایک سے زیادہ بچے پیدا ہوں اس لئے تمام وارثوں کی طرف سے ضامن لیا جائے گا تاکہ اگر زیادہ بچے پیدا ہوں تو ان وارثوں سے مال واپس دلانے کا وہ ضامن ذمہ دار ہو۔[5] (شامی ج ۵ ص ۱۰۷، شریفیہ ص ۱۳۲، سراجی ص ۵۸)

مسئلہ ۸: ان تمام مسائل میں حصہ محفوظ رکھنے کا حکم ان وارثوں کے حق میں ہے جن کا حصہ زیادہ سے کمی کی طرف تبدیل ہو جاتا ہے اور جن کا حصہ تبدیل نہیں ہوتا ہے ان کے حق میں محفوظ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں، مثلاً دادی، نانی اور حاملہ زوجہ اور جن وارثوں کی یہ حالت ہو کہ حمل کے مذکر و مؤنث ہونے کی صورتوں میں سے ایک صورت میں محروم ہوتے ہیں اور ایک صورت میں وارث ہوتے ہیں تو انہیں کچھ نہیں دیا جائے گا اور ان کا حصہ محفوظ بھی نہیں رکھا جائے گا مثلاً بھائی اور چچا جب حاملہ زوجہ کے ساتھ ہوں تو اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو یہ لوگ محروم رہیں گے اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو یہ عصبہ ہو کر وارث ہو جائیں گے لہٰذا ان کے لئے کوئی حصہ محفوظ نہیں رکھا جائے گا۔[6] (شامی ج ۵ ص ۷۰۲)

---

❶......یعنی حق دار۔ ❷......یعنی بطور عصبہ حصہ لینے۔ ❸......یعنی ترکہ کی تقسیم کی گئی ہے۔ ❹......گمان، شبہ۔

❺......"السراجی"، فصل فی الحمل، ص ٥٢.

و "ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الأرحام، فصل فی الغرقی...إلخ، ج ١٠، ص ٥٨٨.

❻......"ردالمحتار"، کتاب الفرائض، باب توریث ذوی الأرحام، فصل فی الغرقی...إلخ، ج ١٠، ص ٥٨٨.

گمشدہ شخص کی وراثت کا بیان

مسئلہ۱: اگر کوئی شخص گم ہو جائے اور اس کی زندگی یا موت کا کچھ علم نہ ہو تو وہ شخص اپنے مال کے اعتبار سے زندہ متصور ہوگا یعنی اس کے مال میں وراثت جاری نہ ہوگی مگر دوسرے کے مال کے اعتبار سے مردہ شمار ہوگا یعنی کسی سے اس کو وراثت نہ ملے گی۔ [1] (شریفیہ ص ۱۳۷، سراجی ص ۶۲، عالمگیری ج ۶ ص ۵۵، شامی ج ۳ ص ۴۵۴)

مسئلہ۲: گمشدہ شخص کے مال کو محفوظ رکھا جائے گا یہاں تک کہ اس کی موت کا حکم دے دیا جائے اور اس کی مقدار صاحب فتح القدیر کی رائے میں یہ ہے کہ مفقود کی عمر کے ستر برس گزر جائیں تو قاضی اس کی موت کا حکم دے گا اور اس کی جو املاک ہیں وہ ان لوگوں پر تقسیم ہوں گی جو اس موت کے حکم کے وقت موجود ہیں۔ [2] (شریفیہ ص ۱۵۲، فتح القدیر ج ۸ ص ۴۴۵، بہار شریعت حصہ دہم ص ۱۷، شامی ج ۳ ص ۴۵۷)

مسئلہ۳: مفقود کا اپنا مال تو پورا محفوظ رکھا جائے گا تاوقتیکہ اس کی موت کا حکم دیا جائے اگر اس حکم سے پہلے وہ واپس آ گیا تو اپنے مال پر قبضہ کرلے گا اور اگر واپس نہ آیا تو جس وقت موت کا حکم کیا جائے گا اس وقت جو وارث موجود ہوں گے ان پر تقسیم کر دیا جائے گا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ [3] (شامی ج ۳ ص ۴۵۴)

مسئلہ۴: مفقود کے کسی مورث کا انتقال ہوا جس کے وارثوں میں مفقود کے علاوہ دوسرے بھی ہیں تو جن ورثا کا حصہ مفقود کی زندگی اور موت سے تبدیل نہیں ہوتا ہے ان کو پورا حصہ دے دیا جائے گا اور جو وارث مفقود کو زندہ ماننے سے محروم ہوتے ہیں اور مردہ ہونے سے وارث ہوتے ہیں ان کا حصہ ابھی محفوظ رکھا جائے گا تاوقتیکہ مفقود واپس آجائے یا اس کی موت کا حکم کر دیا جائے اور جن وارثوں کا حصہ مفقود کو زندہ ماننے کی صورت میں کم ہوتا ہے اور مردہ ماننے کی صورت میں زیادہ ہوتا ہے تو ان کو کم حصہ دے دیا جائے گا اور باقی کو محفوظ رکھا جائے گا تاوقتیکہ مفقود کا حال معلوم ہو۔

مثال: زید کا انتقال ہوا اور اس کی دو بیٹیاں اور ایک مفقود بیٹا اور ایک پوتا اور دو پوتیاں ہیں اس میں اگر گمشدہ بیٹے کو زندہ مانا جائے تو پوتا پوتی محروم ہوتے ہیں اور دونوں بیٹیوں کو نصف مال اور مفقود کو نصف مال ملتا اور اگر گمشدہ کو

---

1 ...... "السراجی"، فصل فی المفقود، ص ٥٦.

2 ...... "السراجی"، فصل فی المفقود، ص ٥٦.

و "فتح القدیر"، کتاب المفقود، ج ٥، ص ٣٧٤.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب المفقود، مطلب: فی الإفتاء بمذهب مالك... إلخ، ج ٦، ص ٤٥٦.

مُردہ مانا جائے تو پوتا پوتی وارث ہوں گے اور دونوں بیٹیوں کو دوتہائی حصہ ملے گا لہٰذا فی الحال ۱۲ سے مسئلہ کر کے تین تین سہام یعنی نصف مال دونوں بیٹیوں کو دے دیا جائے گا اور باقی چھ سہام [1] محفوظ رکھے جائیں گے اگر مفقود آ گیا تو لے لے گا ورنہ اس کی موت کے حکم کے بعد ان چھ سہام میں سے دو سہام ایک ایک دونوں لڑکیوں کو اور دے کر ان کا دوتہائی حصہ پورا کر دیا جائے گا اور باقی چار سہام میں سے دو پوتے کو اور ایک ایک دونوں پوتیوں کو دے دیا جائے گا کیونکہ بیٹا نہ ہونے کی صورت میں اسی طرح زید کا مال تقسیم ہوتا۔ [2] (شامی ص ۴۵۶)

مرتد کی وراثت کا بیان

مسئلہ۱: جب مرتد مرجائے یا قتل کر دیا جائے یا دارالحرب بھاگ جائے اور قاضی اس کے دارالحرب چلے جانے کا فیصلہ دے دے تو جو کچھ اس نے اسلام کی حالت میں کمایا تھا وہ اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم ہوگا اور جو کچھ ارتداد کے زمانہ [3] میں کمایا تھا وہ بیت المال میں چلا جائے گا۔ [4] (شریفیہ ص ۱۵۴، شامی ج ۳ ص ۴۱۴، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۴، طحطاوی ج ۲ ص ۴۸۷)

مسئلہ۲: دارالحرب چلے جانے کے بعد جو اس نے کمایا ہے وہ بالاتفاق فی ہے اسے بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

مسئلہ۳: مذکورہ احکام مرتد مرد کے تھے لیکن مرتدہ (عورت) کی تمام کمائی خواہ کسی زمانے کی ہو مسلمان وارثوں میں تقسیم کردی جائے گی۔ [5] (شریفیہ ص ۱۵۴)

مسئلہ۴: مرتد مرد اور عورت نہ تو مسلمان کے وارث ہوں گے اور نہ ہی مرتد کے۔ [6] (شریفیہ ص ۱۵۵)

---

1 ...... یعنی چھ حصے۔

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب المفقود، مطلب: فی الإفتاء بمذهب مالك... إلخ، ج۶، ص ۴۵۶.

3 ...... یعنی مرتد ہونے کے زمانہ میں

4 ...... "الشریفیة" شرح "السراجیة"، کتاب الفرائض، فصل فی المرتد، ص ۱۴۰.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، ج۲، ص ۲۵۴ .

5 ...... "الشریفیة" شرح "السراجیة"، کتاب الفرائض، فصل فی المرتد، ص ۱۴۰.

6 ...... "الشریفیة" شرح "السراجیة"، کتاب الفرائض، فصل فی المرتد، ص ۱۴۱.

قیدی کی وراثت کا بیان

مسئلہ ۱: وہ مسلمان جسے کافر قید کر کے لے گئے اس کا حکم عام مسلمانوں جیسا ہے وہ دوسروں کا وارث ہوگا اور اس کے انتقال کے بعد اس کے وارث اس کے مال سے ترکہ پائیں گے جب تک وہ اپنے مذہب پر باقی رہے گا اور اگر اس نے کافروں کی قید میں جانے کے بعد مذہب اسلام کو چھوڑ دیا تو اس پر وہی احکام ہوں گے جو مرتد کے ہیں اور اگر اس قیدی کی موت وزندگی کا کچھ علم نہ ہو تو اس کا حکم مفقود یعنی گمشدہ کا حکم ہوگا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔[1] (شریفیہ ص ۱۵۶)

حادثات میں ہلاک ہونے والوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر کسی حادثہ میں چند رشتہ دار ہلاک ہو جائیں اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان میں پہلے کون ہلاک ہوا مثلاً جہاز ڈوب گیا یا ہوائی جہاز گر گیا، ٹرین، بس وغیرہ کے حادثات یا آگ لگ گئی یا عمارت گر گئی اب ان کا حکم یہ ہے کہ یہ آپس میں تو کسی کے وارث نہ ہوں گے البتہ ان کا مال انکے زندہ وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔[2] (شریفیہ ص ۱۵۶)

ختم شد

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ وقاسم رزقہ سیّدنا ومولٰینا

محمّد وعلٰے الہٖ وصحبہٖ اجمعین. برحمتک یاارحم الراحمین.

مؤلفہ: مولانا مفتی وقار الدّین ومفتی سیّد شجاعت علی صاحبان

☆☆☆☆☆

---

1 ...... "الشریفیة" شرح "السراجیة"، کتاب الفرائض، فصل فی الأسیر، ص ۱٤۲.

2 ...... "الشریفیة" شرح "السراجیة"، فصل فی الغرقی والحرقی والهدمٰی، ص ۱٤۲.

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	قرآن مجید	کلام الٰہی	
2	کنز الایمان (ترجمۂ قرآن)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کتب تفسیر

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	تفسیر الطبری	ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۰ھ
2	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
3	تفسیر بیضاوی	امام ابو سعید عبد اللہ بن محمد شیرازی بیضاوی، متوفی ۶۵۶ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
4	الدر المنثور	امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
5	روح البیان	شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ ۱۴۱۹ھ

کتب احادیث

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	الموطا لامام مالک	امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ
2	مسند الطیالسی	امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی، متوفی ۲۰۳ھ	مکتبہ حسینیہ، گوجرانوالہ
3	المسند لامام شافعی	امام محمد بن ادریس شافعی، متوفی ۲۰۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
4	المصنف لعبد الرزاق	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۴ھ
5	سنن سعید بن منصور	سعید بن منصور، متوفی ۲۲۷ھ	دار الصمیعی، ریاض ۱۴۲۰ھ
6	المصنف لابن ابی شیبہ	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ، متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
7	المسند للامام احمد	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
8	سنن الدارمی	حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ

9	صحيح البخاري	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیة بیروت، ۱۴۱۹ھ
10	الأدب المفرد	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	تاشقند ایران، ۱۳۹۰ھ
11	صحيح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بیروت، ۱۴۱۹ھ
12	سنن ابن ماجه	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفة بیروت، ۱۴۲۰ھ
13	سنن أبي داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱
14	جامع الترمذي	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
15	الموسوعة لابن ابی الدنیا	حافظ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد قُرشی، متوفی ۲۸۱ھ	مکتبة العصریہ بیروت ۱۴۲۶ھ
16	البحر الزخار المعروف بمسند البزار	امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنور ۱۴۲۴ھ
17	سنن النسائي	امام ابوعبدالرحمٰن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیة بیروت، ۱۴۲۶ھ
18	مسند ابی یعلی	شیخ الاسلام ابویعلی احمد بن علی بن مثنیٰ موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیة بیروت، ۱۴۱۸ھ
19	صحیح ابن خزیمه	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۱۲ھ
20	شرح معاني الآثار	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۴۲۲ھ
21	المعجم الكبير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۲
22	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیة بیروت، ۱۴۲۰ھ
23	المعجم الصغير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۴۰۳ھ
24	الكامل في ضعفاء الرجال	امام ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی، متوفی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۴۱۸ھ
25	سنن الدارقطني	امام علی بن عمر دارقطنی، متوفی ۳۸۵ھ	مدینة الاولیاء ملتان ۱۴۲۱ھ
26	المستدرك	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفة بیروت، ۱۴۱۸ھ
27	حلية الاولياء	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیة بیروت، ۱۴۱۸ھ
28	السنن الكبرى	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیة بیروت، ۱۴۲۴ھ

29	شعب الإيمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۱ھ
30	تاريخ بغداد	حافظ ابوبکر احمد علی بن خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۷ھ
31	فردوس الأخبار	حافظ ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۷ھ
32	شرح السنة	امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۴ھ
33	تاريخ دمشق لابن عساكر	علامہ علی بن حسن، متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
34	الأحاديث المختارة	امام ضیاء الدین محمد بن عبد الواحد مقدسی، متوفی ۶۴۳ھ	دار خضر، بیروت ۱۴۱۲ھ
35	الترغيب والترهيب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۸ھ
36	الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۷ھ
37	مشكاة المصابيح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۲۱ھ
38	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر، متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۲۰ھ
39	عمدة القاری	امام بدر الدین ابومحمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۸ھ
40	شرح سنن أبي داود للعيني	امام ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ بدر الدین عینی، متوفی ۸۵۵ھ	مکتبۃ الرشد الریاض، ۱۴۲۰ھ
41	المقاصد الحسنة للسخاوی	شیخ محمد عبد الرحمن سخاوی، متوفی ۹۰۲ھ	دار الکتاب العربی بیروت
42	التوشيح شرح صحيح البخاری	امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	مکتبۃ الرشد، ریاض ۱۴۱۹ھ
43	كنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۹ھ
44	مرقاة المفاتيح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
45	أشعة اللمعات	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ
46	كشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی، متوفی ۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
47	مرآة المناجيح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کتب فقہ حنفی

1	كتاب الآثار	امام محمد بن حسن شیبانی، متوفی ۱۸۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ
2	المختصر للقدوری	علامہ ابو الحسین احمد بن محمد بن احمد القدوری، متوفی ۴۲۸ھ	مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
3	المبسوط	شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی، متوفی ۴۸۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
4	خلاصة الفتاوى	علامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری، متوفی ۵۴۲ھ	کوئٹہ
5	الملتقط	ناصر الدین ابو القاسم محمد بن یوسف حسینی سمرقندی، متوفی ۵۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۲۰۰۰ء
6	بدائع الصنائع	علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی، متوفی ۵۸۷ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ
7	الفتاوى الخانية	علامہ حسن بن منصور قاضی خان، متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
8	الهداية	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
9	الحاوي القدسي	امام احمد بن محمود بن سعید جمال الدین القابسی الغزنوی، متوفی ۵۹۳ھ	مخطوطہ
10	القنية	مختار بن محمود الزاہدی، متوفی ۶۵۸ھ	مخطوطہ
11	كنز الدقائق	امام ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	باب المدینہ، کراچی، ۱۴۳۱ھ
12	تبيين الحقائق	امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی، متوفی ۷۴۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
13	العناية على هامش فتح القدير	امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی، متوفی ۷۸۶ھ	کوئٹہ
14	الجوهرة النيرة	علامہ ابو بکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ، کراچی
15	الفتاوى البزازية (الجامع الوجيز)	علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری، متوفی ۸۲۷ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۱ھ
16	شرح الوقاية	عبید اللہ بن مسعود بن محمود المعروف صدر الشریعہ، متوفی ۷۴۷ھ	باب المدینہ ۱۴۲۶ھ

17	جامع الفصولین	محمود بن اسرائیل المعروف ابن قاضی ۸۲۳ھ	کوئٹہ
18	فتح القدیر	علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ	کوئٹہ، ۱۳۱۹ھ
19	غرر الأحکام	علامہ قاضی احمد بن فراموز ملا خسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
20	درر الحکام شرح غرر الأحکام	علامہ قاضی احمد بن فراموز ملا خسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
21	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن ابراہیم، ابن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ، ۱۴۲۰ھ
22	الفتاوی الحدیثیة	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی، متوفی ۹۷۴ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۹ھ
23	نتائج الأفکار تکملة فتح القدیر	شمس الدین احمد بن قودر المعروف قاضی زادہ، متوفی ۹۸۸ھ	کوئٹہ ۱۳۱۹ھ
24	تنویر الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد تمرتاشی، متوفی ۱۰۰۴ھ	دار المعرفة، بیروت، ۱۴۲۰ھ
25	النهر الفائق	علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم، متوفی ۱۰۰۵ھ	کوئٹہ
26	حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق	شہاب الدین احمد شلبی متوفی ۱۰۲۱ھ	دار الکتب العلمیة، بیروت، ۲۰۰۰ء
27	غنیةذوی الأحکام	حسن بن عمار بن علی الوفائی الشرنبلالی الحنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ	باب المدینہ، کراچی
28	الفتاوی الخیریة	علامہ خیر الدین رملی متوفی ۱۰۸۱ھ	باب المدینہ کراچی
29	الدر المختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفة، بیروت، ۱۴۲۰ھ
30	تکملة البحر الرائق	محمد بن حسین بن علی طوری، متوفی بعد از ۱۱۳۸ھ	کوئٹہ، ۱۴۲۰ھ
31	حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار	سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی الحنفی، متوفی ۱۲۳۱ھ	کوئٹہ

32	الفتاوى الهندية	ملا نظام الدین، متوفی ۱۱۶۱ھ، وعلمائے ہند	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۱ھ
33	منحة الخالق	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	کوئٹہ
34	ردالمحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۲۰ھ
35	الفتاوى الرضوية	مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور ۱۴۱۲ھ
36	جدالممتار	مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مخطوطہ
37	الكفاية هامش على فتح القدير	جلال الدین خوارزمی	کوئٹہ
39	الشريفية شرح السراجية	محمد بن عبد الرشید سجاوندی	پشاور

كتب أصول الفقه

1	اصول البزدوى	فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی ۴۸۲ھ	باب المدینہ کراچی
2	التوضيح والتلويح	عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ متوفی ۷۹۲ھ	باب المدینہ کراچی
3	النامي شرح الحسامي	مولوی ابو محمد عبد الحق الحقانی بن محمد امیر	مدینۃ الاولیاء ملتان
4	الأشباه والنظائر	الشیخ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
5	غمزعيون البصائر	شیخ سید احمد بن محمد حموی متوفی ۱۰۹۸ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۱۸ھ
6	نور الأنوار	علامہ احمد ابن ابی سعید حنفی المعروف ملا جیون، متوفی ۱۱۳۰ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
7	فواتح الرحموت	علامہ عبد العلی محمد بن نظام الدین لکھنوی، متوفی ۱۲۲۵ھ	باب المدینہ کراچی
8	رسائل ابن عابدين	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	سہیل اکیڈمی لاہور
9	اصول الشاشي	ابو علی احمد بن محمد بن اسحاق نظام الدین شاشی	مکتبۃ المدینہ ۲۰۰۸ء

كتب التصوف

1	إحياء علوم الدين	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء

2	الحدیقة الندیة	عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی، متوفی ۱۱۴۱ھ	پشاور
3	اتحاف السادة المتقین	سید محمد بن محمد حسینی زبیدی، متوفی ۱۲۰۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت

کتب السیرة

1	دلائل النبوة	امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
2	البدایة والنہایة	عمادالدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
3	شرح الشفا	علی بن سلطان محمد المعروف علامہ ملا علی قاری حنفی، متوفی ۱۰۱۴ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
4	جمع الوسائل فی شرح الشمائل	علی بن سلطان محمد المعروف علامہ ملا علی قاری حنفی، متوفی ۱۰۱۴ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
5	مدارج النبوة	شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ لاہور ۱۹۹۷ء

کتب المتفرقہ

1	الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد بن منیع ہاشمی متوفی ۲۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۷ء
2	وفیات الأعیان	ابوالعباس احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر، متوفی ۶۸۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۸ء
3	سیر أعلام النبلاء	شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۷ھ
4	شرح العقائد النسفیة	علامہ مسعود بن عمر سعدالدین تفتازانی، متوفی ۷۹۳ھ	باب المدینہ کراچی
5	الخیرات الحسان	شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی، متوفی ۹۷۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۸۳ء
6	أخبار الأخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	خیر پور پاکستان